ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

بیادگار
مولانا مفتی محمود

عالمی مؤتمر ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کے ایک اہم اجلاس کی مختصر رپورٹ

اسلام کا سیاسی نظام (اداریہ)

۱۹ جون تا ۲۵ جون ۱۹۸۱ء
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

۱۶ شعبان تا ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ
شمارہ ۲۵

بحضورِ خاتم النبیّن صلی اللہ علیہ وسلم

یوں تو ہر دَور مہکتی ہوئی نیندیں لایا
تیرا پیغام مگر خواب نہ بننے پایا

تُو جب آیا تو مٹی رُوح و بدن کی تفریق
تُو نے انساں کے خیالوں میں لہو دوڑایا

جن کو دھندلا گئے صدیوں کی غریبی کے غُبار
ان خد و خال کو سونے کی طرح چمکایا

سمٹ آیا ترے اک حرفِ صداقت میں وہ راز
فلسفیوں نے جسے تا حدِ گماں اُلجھایا

راحتِ جاں ترے خورشیدِ محبّت کا طلوع
دُھوپ کے رُوپ میں ہے ابرِ کرم کا سایا

قصرِ مرمر سے شہنشاہ نے ازراہِ غرور
تیری کُٹیا کو جو دیکھا تو بہت شرمایا

کتنا احسان ہے انسان پہ تیرا کہ اسے
اپنی گفتار کو کردار بنانا آیا

احمد ندیم قاسمی

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
مفلس

جلد ۲۴ شمارہ ۲۵

جمعۃ المبارک ۱۶ شعبان تا ۲۲ شعبان ۱۴۰۱ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر
ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ :: ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

اسلام کا سیاسی نظام

حکومت اور علماء سے ایک اہم گذارش

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے گذشتہ دنوں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اسلامی نظام حکومت و سیاست کا خاکہ تجویز کرنے کے لئے کابینہ کی ایک کمیٹی کام کر رہی ہے اور اس کی رپورٹ بہت جلد منظر عام پر آجائے گی

اسلام کے سیاسی نظام پر اس سے قبل بھی ہائی کورٹ کے شریعت بنچ اور دیگر مجالس میں بحث ہو چکی ہے اور اس سلسلہ میں مختلف آراء و تجاویز سامنے آتی رہی ہیں۔ دراصل انسانی معاشرہ میں اسلامی نظام کی عملداری کا تسلسل ٹوٹنے سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے کہ انسانی اجتماعیت و معاشرت کے بہت سے جدید تقاضے جو اسلامی نظام کی عملداری کا تسلسل ٹوٹنے کے بعد سامنے آئے اور اسلامی نظام کو ان تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا موقع نہ ملا جس سے اس تصور نے جنم لیا کہ شاید اسلام انسانی معاشرت و اجتماعیت کی پیش رفت کو تسلیم نہیں کرتا یا اس کا ساتھ نہیں دے سکتا یا جدید انسانی مسائل کا اسلام کے پاس کوئی حل نہیں ہے، حالانکہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کیونکہ اگر اسلامی نظام کسی تعطل کے بغیر اب تک انسانی معاشرہ میں عملداری کے فرائض سرانجام دے رہا ہوتا تو یہ جدید اور بظاہر لاینحل سمجھے جانے والے مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جاتے اور ان میں سے کوئی مسئلہ آج کے مسلم دانشوروں کے لئے پریشانی کا باعث نہ بنتا۔

آج پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور اسلام کے سیاسی نظام کے تعین کا جو عمل جاری ہے پوری دنیا اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ مسلم ممالک

خط و کتابت کا پتہ ـ منیجر ہفت روزہ ترجمان اسلام، چوک رنگ محل لاہور

اِس لئے کہ پاکستان میں اس تجربے کی کامیابی اور اس کے مثبت نتائج سامنے آنے سے اُن کے لئے اِس راہ پر چلنا آسان ہوگا اور غیر مسلم معاشرے اس لئے کہ سرمایہ دارانہ جمہوریت اور کمیونزم کے بنیادی اصولوں پر استوار مختلف سیاسی نظام بڑھتے ہوئے انسانی مسائل کی تیز رفتاری کا ساتھ دینے کی سکت نہیں رکھتے اور وہ ایک نئے سیاسی نظام کے طور پر اسلامی نظام کی پیش رفت کا جائزہ لے رہے ہیں۔

اِن حالات میں اسلام کے سیاسی نظام کے تعین کا مسئلہ اپنے اندر بہت سی نزاکتیں لئے ہوئے ہے کیونکہ اس وقت پاکستان میں اسلام کے نام پر جو کچھ ہوگا اُسے دوسری اقوام اسلام قرار دیں گی۔ اس لئے اِس مرحلہ پر بہت زیادہ احتیاط، سنجیدگی اور بیدار مغزی سے کام لینا ہوگا تاکہ ہمارا کوئی بھی عمل اسلام کے لئے بدنامی اور اسلامی نظام کی پیش رفت میں رُکاوٹ کا باعث نہ بن سکے۔

ہمیں اِس مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر نظر رکھنا ہوگی۔ ایک طرف اسلام کے محکم اصول اور مسلّمہ قواعد و ضوابط ہیں جن سے انحراف کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے اور دوسری طرف انسانی اجتماعیت کے جدید تقاضے ہیں جن کی نہ تو نفی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کا رُخ پیچھے کی طرف موڑا جا سکتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان تطبیق کا مرحلہ ہی دراصل اسلام کے سیاسی نظام کے تعین کا سب سے نازک مرحلہ ہے جسے بلاشبہ اجتہاد کے ذریعہ ہی طے کیا جاسکتا ہے۔ اجتہاد ایک مسلّمہ اسلامی اصول ہے جس سے کسی بھی دور میں مفر نہیں رہا اور آج بھی اجتہاد اسلامی نظام کا ایک ناگزیر تقاضہ ہے۔ لیکن اجتہاد سے مراد ہر کس و ناکس کو شریعت کے ہر معاملہ میں رائے اور اس پر اصرار کا حق دینا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن و سنّت، خلافت راشدہ، فقہ اسلامی، اسلامی تاریخ اور جدید انسانی معاشرت پر گہری نظر رکھنے والے سرکردہ اہل علم باہمی بحث و تمحیص اور غور و فکر کے بعد ان توسعات کا تعین کریں جو جدید انسانی مسائل کو اسلامی نظام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

ہم اس موقع پر اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ نازک مسئلہ کابینہ کی کسی کمیٹی بیوروکریسی کے حکام یا اسلامی اقدار و احکام کی پابندی سے بے نیاز نام نہاد مُسلم دانشوروں کے ذریعہ طے کرانے سے حل نہیں ہوگا بلکہ یہ ذمّہ داری بنیادی طور پر قرآن و سنّت کے اُن ماہرین کی ہے جو جدید علوم و مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ حکومت کو اور علماء کی ذمہ دار تنظیموں کو اس مسئلہ کی نزاکت اور سنگینی کا ہر وقت احساس کرنا چاہیئے ورنہ اِس موقعہ پر اُٹھایا گیا کوئی بھی غیر محتاط قدم پوری دُنیا میں اسلام کی بدنامی اور اسلامی نظام کی پیش رفت میں رُکاوٹ کا باعث بن سکتا ہے۔

عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر اسرائیل کا حملہ

اسرائیلی حکومت کے ایک اعلان کے مطابق اسرائیلی طیاروں نے بغداد کے قریب عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر بمباری کرکے اُسے مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور اس کے طیارے اپنا مشن مکمل کرکے بحفاظت اپنے اڈوں پر واپس آگئے ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق یہ دُنیائے عرب کا پہلا اور عالم اسلام کا سب سے بڑا ایٹمی ری ایکٹر تھا جو اسرائیل کی اچانک اور غیر متوقع دہشت گردی کی نذر ہوگیا ہے۔

ایٹمی قوت آج کے دور میں بڑھتے ہوئے ترقیاتی اور دفاعی تقاضوں کے لئے ایک ایسی ناگزیر ضرورت ہے جس سے کوئی ترقی پذیر ملک صرفِ نظر نہیں کرسکتا، لیکن بڑی طاقتوں نے ایٹمی توانائی پر اجارہ داری قائم کرتے ہوئے ترقی پذیر ممالک کے لئے اسے شجرِ ممنوعہ کا درجہ دے رکھا ہے اور وہ اسے اپنے مفادات کے لئے انتہائی نقصان دہ اور تباہ کن سمجھتی ہیں کہ ترقی پذیر ممالک بالخصوص عالم اسلام ایٹمی توانائی سے مالا مال ہوکر بڑی طاقتوں کی اجارہ داری کے لئے خطرہ بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلم ملک ایٹمی توانائی کے حصول کے لئے وسائل مجتمع کرتا ہے بڑی طاقتیں بالخصوص امریکہ اس کی راہ میں سدِّ سکندری بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے لئے فرانس سے ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کے حصول کو ناممکن

حافظ محمد عبدالمتین خان

حکومت اور حکمرانوں کی باتیں

بدوی کی حق گوئی

خلیفہ منصور عباسیؒ نے ایک بار ایک بدوی سے کہا کہ خدا کا شکر کرو کہ میری حکومت کے دور میں لوگوں کو طاعون کے مرض سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے:

بدوی نے جواب دیا کہ تمہاری حکومت اور طاعون دونوں برابر ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے دونوں کو ہم پر اکٹھا نہیں کر دیا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

مظالم پر تنبیہ

خلیفہ عبدالملک بن مروانؒ کو ایک رات نیند نہیں آرہی ہے۔ درباری قصہ گو کو بلایا گیا تاکہ وہ کہانی سنائے اور بادشاہ کو نیند آجائے۔ قصہ گو نے کہانی شروع کی کہ دو اُلو تھے؛ ایک بصرے کا اور دوسرا موصل کا۔ ایک دن موصل کے اُلو نے بصری اُلو سے کہا کہ میرے بیٹے کے لئے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دو۔ اس نے جواب دیا کہ ایک شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے سو اُجڑے ہوئے گاؤں دے دو۔

اس نے کہا کہ فوری طور پر تو اتنے گاؤں مہیا نہیں کر سکتا۔ ہاں دعا کرو کہ ہمارا بادشاہ عبدالملک سلامت رہے تو ایک سال میں سو اُجڑے ہوئے گاؤں پورے کر دوں گا۔

عبدالملک قصہ گو کی بات سُن کر چونک اٹھا اور فوراً عہد کیا کہ آئندہ ظلم سے باز رہوں گا۔ (حیوٰۃ الحیوان)

سنگدلی اور حکومت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اُسے بلایا اور بات چیت کی۔ ابھی گفتگو جاری تھی کہ ایک چھوٹا بچہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں بیٹھ گیا۔ امیر المؤمنین اس بچے سے پیار کرنے لگے۔ اس شخص نے دیکھا تو کہنے لگا کہ حضرت میرے دس بچے ہیں، لیکن میں نے کبھی اپنے کسی بچے سے پیار نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ نے یہ سُن کر اسے حاکم بنانے کا فیصلہ واپس لے لیا اور فرمایا کہ جو شخص بچوں کے ساتھ پیار نہیں کرتا وہ رعایا کے ساتھ کیسے پیار و محبت کا سلوک کرے گا۔ (نزھۃ المجالس)

بادشاہ کی نیت

ایک بادشاہ نے سیر کے دوران کسی گاؤں میں ایک گائے دیکھی جس نے ایک وقت میں من بھر دُودھ دیا۔ بادشاہ کی نیت میں فتور آگیا اور اس نے گائے ہتھیانے کا ارادہ کر لیا۔ دوسرے روز پھر اس جگہ آیا اور اس کے سامنے مالک نے دودھ دوہا؛ لیکن اس روز گائے نے نصف من دودھ دیا۔ بادشاہ نے گائے کے مالک سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا "یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ نے کسی ظلم کا ارادہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے دودھ میں برکت نہیں رہی۔ بادشاہ نادم ہُوا اور گائے پر قبضہ کا ارادہ دل سے نکال دیا۔

(حیوٰۃ الحیوان)

بادشاہ اور رعایا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ بنے تو اپنے قریبی دوستوں سے فرمایا کہ میں بہت بڑی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں۔ مجھے اس میں کامیاب ہونے کی تدبیر بتاؤ۔

ایک دوست نے جواب دیا کہ اگر واقعی آپ آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنی رعیت کے بوڑھوں کو اپنے باپ کی جگہ دیکھیے، جوانوں کو بھائی سمجھئے، بچوں کو اپنی اولاد کے برابر جگہ دیں اور عورتوں کو ماں بہن کی حیثیت دیں اور ان کے ساتھ

ایسا برتاؤ کیجئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

بادشاہ اور محل

ایک بادشاہ نے اپنے لئے بہت بڑا محل بنوایا۔ جب محل بن گیا تو ایک عام دعوت کرکے اپنے دوستوں کو بلایا۔ جب سارے لوگ کھانا کھا چکے تو سب کو دعوت دی کہ محل کو دیکھیں اور اس میں کوئی کمی یا عیب نظر آئے تو مجھے بتائیں۔

سارے حضرات نے محل کی تعریف کی اور کہا کہ محل ہر لحاظ سے مکمل ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

ایک مردِ حق خاموش رہا۔ بادشاہ نے پوچھا تو کہا کہ میں اس محل میں دو عیب دیکھ رہا ہوں۔

بادشاہ نے حیرانی سے دریافت کیا کہ وہ کون کون سے عیب ہیں؟

اس نے کہا ایک عیب یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا اور دوسرا یہ کہ اس میں رہنے والا ہمیشہ نہیں رہے گا۔

(روض الریاحین)

تقسیم کرو اور حکومت کرو

اسکندر مقدونی نے جب فارس پر قبضہ کر لیا تو اپنے استاذ ارسطو کو لکھا کہ فارس پر قبضہ مستحکم کرنے کے لئے مشورہ دیجئے۔

ارسطو نے جواب دیا کہ ملک کو مختلف حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصّہ کا الگ الگ بادشاہ مقرر کر دو اور اس کے سر پر تاج رکھ دو۔ اگرچہ اس کی ریاست کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو کیونکہ جس شخص کو بادشاہ کے نام سے پکارا جائے گا وہ دوسرے کے سامنے نہیں جھکے گا۔ اس طرح ان کے درمیان باہمی منافرت اور مقابلہ کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور جو قوت وہ تمہارے خلاف استعمال کر سکتے ہیں وہ ان کی باہمی لڑائیوں میں ضائع ہو جائے گی۔

(نفحۃ العرب)

علماء کا اختلاف رحمت ہے

خلیفہ متوکل باللہ عباسی ایک دن اپنے رفقاء میں بیٹھا تھا اور اس نے سوال کیا کہ یہ بتاؤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مسلمانوں نے سب سے پہلا اعتراض کونسا کیا تھا؟

ایک شخص نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سب سے پہلا اعتراض یہ ہوا تھا کہ وہ منبر کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے تھے کیونکہ اس سیڑھی پر خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ احتراماً دوسری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسری سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے، لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو سب سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے جس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا۔

مجلس میں حضرت عبادہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے تھے، انہوں نے خلیفہ متوکل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امیر المؤمنین! آپ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کا احسان نہیں۔ خلیفہ نے حیران ہو کر پوچھا "وہ کیسے؟"

فرمایا اگر ہر خلیفہ پہلے خلیفہ سے ایک سیڑھی نیچے اتر کر خطبہ دینے کی روایت پر عمل کرتا تو آپ کو آج کنوئیں میں اتر کر خطبہ دینا پڑتا۔

(نفحۃ العرب)

٭ ٭ ٭

بادشاہ کو نصیحت

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک ایک بار مدینہ منورہ آیا اور پوچھا کہ کیا مدینہ منورہ میں ایسے کوئی بزرگ اس وقت موجود ہیں جنہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ سلیمان نے پیغام بھیج کر ان کو بلوایا۔ جب حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سلیمانؒ نے پوچھا" حضرت یہ فرمائیے کہ ہم موت کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟

آپؓ نے فرمایا اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا آباد کر رکھی ہے اور آخرت کو ویران کر لیا ہے اور اب آبادی سے ویرانے کی طرف جاتے ہوئے تمہیں ڈر لگتا ہے۔"

سلیمانؒ نے پوچھا کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو کیا کیفیت ہوگی؟

فرمایا نیکوکار اس طرح پیش ہوگا جیسے کوئی آدمی مدت کے بعد گھر واپس آیا ہو۔ اور بدکار اس طرح پیش ہوگا جیسے گھر سے بھاگے ہوئے غلام کو واپس گھر لایا جاتا ہے۔

سلیمانؒ رونے لگا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے لئے کیا ہے؟"

فرمایا: "اپنے اعمال کو قرآن کریم پر پیش کرو۔"

پوچھا: قرآن کریم کے کون سے حصے میں؟"

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ. بیشک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور نافرمان دوزخ میں جائیں گے۔

سلیمان نے پوچھا اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہے؟

فرمایا: قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ نیک لوگوں کے قریب ہے۔ (نفحۃ العرب)

دربار کے آداب

امام شعبیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے میرے والد مکرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹا میں ان دنوں دیکھتا ہوں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تجھ سے مختلف معاملات میں مشورہ لیتے ہیں اور تجھے اس معاملہ میں اکابر صحابہؓ پر بھی مقدم رکھتے ہیں، اس لئے میں تمہیں چار باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ ان کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ پہلی بات یہ ہے کہ امیر المؤمنینؓ تجھ سے جو بات راز دارانہ طور پر کریں اسے کسی حال میں بھی افشاء نہ کرنا دوسری بات یہ ہے کہ تمہاری کوئی بات ان کے سامنے جھوٹی ثابت نہ ہو۔ تیسری بات یہ ہے کہ ان سے ان کی خیر خواہی کی کوئی بات نہ روکنا اور چوتھی بات یہ ہے کہ ان کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا۔

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ ان میں سے ہر بات ہزار دینار سے زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں نہ واللہ دس ہزار سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ (نفحۃ العرب)

عدل کی برکت

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں۔ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ وصول کرنے کے لئے افریقہ بھیجا۔ میں نے صدقہ وصول کر کے فقراء تلاش کئے تو وہاں کوئی فقیر نہیں ملا کہ اسے صدقہ دیا جاتا، عمرؒ نے لوگوں کو غنی بنا دیا تھا۔ آخر کار میں نے اس مال سے غلام خرید کر انہیں آزاد کر دیا اور ان کی ولاء مسلمانوں کو ملی۔

(سوانح عمر بن عبدالعزیزؒ)

مسلمانوں کا مال : حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے

تو اپنی بیش قیمت پوشاک اتار دی۔ آٹھ درہم کی چادر خرید کر اوڑھ لی۔ نائی کو بلا کر فضول بال کٹوا دیے۔ پھر حکم دیا کہ میرے پاس استعمال کی چیزیں ہیں ان سب کو سواریوں کو، کپڑوں کو اور عطر کو فروخت کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ سب چیزیں ۲۳ یا ۲۴ ہزار اشرفیوں میں فروخت ہوئیں، اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ رقم بیت المال میں جمع کرا دی۔

(سوانح عمر بن عبدالعزیزؒ)

کانوں میں انگارے

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک بیٹی نے ایک دفعہ آپ کے پاس ایک موتی بھیجا اور فرمائش کی کہ اس جیسا ایک موتی مجھے دلوا دیں تاکہ میں دونوں کانوں میں موتی پہن لوں۔ آپؒ نے جواب میں دو انگارے بھجوائے اور فرمایا کہ اگر یہ دو انگارے تم کانوں میں پہن سکتی ہو تو بتا دو تاکہ تمہارے لئے اس موتی کا جوڑا بھیج دوں۔

(ابن عبدالحکم)

غلام کی آزادی

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک دن اپنے درہم نامی غلام سے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے اور وہ ہمارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟

غلام نے عرض کیا کہ حضرت باقی لوگ تو سب خوش ہیں صرف میں اور آپ تکلیف میں ہیں۔

فرمایا: "وہ کیسے؟"

کہنے لگا اس لئے کہ خلافت سے پہلے آپ خوشحالی کی زندگی گزار رہے تھے اور اب آپ کی وہ حالت نہیں ہے، اور میں آپ کے خلیفہ بننے کے بعد یہ سمجھتا تھا کہ اب کام کچھ ہلکا ہو جائے گا، لیکن کام کا بوجھ بڑھ گیا ہے اور آسانیاں کم ہو گئی ہیں۔"

حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ تو میری طرف سے آزاد ہے۔ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا اور مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔

(ابن جوزی)

حکام کی برطرفی

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فرزند حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بدکردار حکام کی برطرفی کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ بدکردار حکام کو برطرف کرنے میں اس بات سے نہ ڈریں کہ کام کے لئے کوئی صحیح آدمی نہیں ملتا۔ اس لئے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بُرے حاکموں کو برطرف کر دیں گے تو اللہ رب العزت صحیح اور مناسب آدمی بھی آپ کو عطا فرمائے گا اور آپ کے پاس اچھے معاون بھیج دے گا۔" مدد بقدر نیت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جب انسان کی نیت صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی پوری پوری ہوتی ہے۔

(ابن جوزی)

ملاقات کی شرائط

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ملاقات اور مجلس میں بیٹھنے کے لئے پانچ شرطیں لگا رکھی تھیں اور فرماتے تھے کہ جو شخص میرے پاس بیٹھنا چاہے وہ:

۱۔ میری صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرے اگر میں صحیح راہ پر چلتا ہوا نہ پایا جاؤں۔
۲۔ خیر و صلاح کے کاموں میں میری معاونت کرے۔
۳۔ مجھے ان لوگوں کی ضروریات کے بارے میں باخبر کرے جو اپنی ضروریات مجھ تک بیان نہیں کر سکتے۔
۴۔ میرے پاس کسی کی چغلی نہ کھائے۔
۵۔ میرے اور لوگوں کے درمیان امانت،

ابو عمار زاہد الراشدی

پڑوسی کے حقوق

خیر خواہی

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان اسوقت تک مسلمان نہیں ہے جب تک وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ (مسلم)

حقوق:

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے، اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے، اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے، اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے، اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو اسے مبارکباد دے، اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے، اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ دے۔ (طبرانی)

گواہی:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔ (مسند احمد)

نیک بختی

حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کسی آدمی کی نیک بختی کی علامت ہے کہ اسے نیک پڑوسی اچھی سواری اور کشادہ گھر میسر ہو۔ (مسند احمد)

دفع بلاء:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک نیکوکار مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوس میں رہنے والے سو آدمیوں سے بلاء ٹال دیتا ہے۔ (طبرانی)

پڑوسی کی تلاش

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر بنانے سے پہلے پڑوسی تلاش کرو اور سفر شروع کرنے سے پہلے ساتھی تلاش کرو۔ (طبرانی)

وراثت کا حق

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ راستہ سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس کھڑے اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہیں۔ مجھے دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آواز دی اور فرمایا کہ محمد بن مسلمہ! کیا بات ہے تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کو اس شخص کے ساتھ اس طرح متوجہ دیکھا ہے جیسا کسی اور کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا تو میں نے دخل اندازی پسند نہ کی تاکہ آپ کی گفتگو کا سلسلہ نہ ٹوٹ جائے۔ پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ صاحب کون تھے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ مجھے بار بار پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کر رہے تھے حتیٰ کہ میں اس بات کا منتظر رہا کہ اب وہ مجھے یہ کہیں گے کہ پڑوسی کو وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیا جائے۔ (طبرانی)

حجۃ الوداع کے خطبہ میں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے آپ کو بار بار پڑوسی کے بارے میں حسن سلوک کی تلقین کرتے ہوئے سنا حتیٰ کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسی کو وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیں گے۔ (طبرانی)

سالن کا شوربہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ہنڈیا پکائے تو اس کا شوربہ زیادہ کرلے اور اس میں سے پڑوسی کو بھی حصہ دے۔ (طبرانی)

پڑوسی کا اکرام

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالٰے پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالٰے پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو آدمی اللہ تعالٰے پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا چپ رہے (مسند احمد)

پڑوسی کو تکلیف نہ دے

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالٰے پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ (مسند احمد)

پڑوسی کی حفاظت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالٰے پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کی حفاظت کرے۔ (طبرانی)

پڑوسی کی بھوک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے پیٹ بھر کر رات گذاری اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہا اور اسے اس کی حالت کا علم بھی تھا۔

(رواہ البزار باسناد حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مؤمن نہیں ہے جس نے اپنا پیٹ بھر لیا اور اس کا پڑوسی بھوکا رہا۔

(رواہ الطبرانی والبزار ورجالہ ثقات)

بُرا پڑوسی

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخص بے برکت ہیں، ایک وہ حکمران جس کے ساتھ احسان کرو تو شکریہ ادا نہ کرے اور اگر تم سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف نہ کرے، دوسرا وہ برا پڑوسی جو تم میں نیکی دیکھے تو اسے دفن کردے اور برائی دیکھے تو اسے نشر کرے، اور وہ بیوی جو تمہاری موجودگی میں تمہیں اذیت دے اور غیر حاضری میں تمہاری امانت میں خیانت کرے۔ (طبرانی)

پڑوسی کی چوری

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رض سے پوچھا زنا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ حرام کام ہے جسے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول نے قیامت تک کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص دس عورتوں سے زنا کرے یہ اس زنا سے جرم میں ہلکا ہے کہ اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے پھر پوچھا چوری کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ کرام رض نے عرض کیا کہ حرام ہے جسے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دس گھروں میں چوری کرے یہ اس چوری سے ہلکا جرم ہے کہ آدمی اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے۔

(مسند احمد)

جنت سے محرومی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عورت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت زیادہ نماز پڑھتی ہے، روزے رکھتی ہے اور صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی دیتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے ایک اور عورت کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ (نفل) نماز روزہ تو کم کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو اذیت نہیں دیتی، حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

ایمان سے محرومی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مؤمن نہیں ہے جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (ابو یعلی)

پڑوسی کا شر

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ میں نے فلاں قبیلے کے محلہ میں رہائش اختیار کی ہے اور میرا سب سے قریبی پڑوسی مجھے سب سے زیادہ تنگ کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ جاؤ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکار کر لوگوں کو بتاؤ کہ

چالیس گھروں تک پڑوس کی حد ہے اور وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کے شر سے خوف زدہ رہا۔ (طبرانی)

خدا کی لعنت

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنا سامان گھر سے نکال کر راستہ میں رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب جو لوگ وہاں سے گزرتے اور اس کی وجہ معلوم کرتے اور پھر اس پڑوسی کو لعن طعن کرتے۔ وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ لوگ مجھے اس بات پر لعن طعن کر رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے لوگوں سے بھی پہلے تم پر لعنت کی ہے۔ اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ پڑوسی کو تنگ نہیں کرونگا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت کرنے والے سے کہا کہ اپنا سامان گھر میں لے جاؤ اب کافی ہو گئی ہے۔
(طبرانی)

صحبت رسول سے محرومی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک روز ارشاد فرمایا کہ آج کا دن وہ شخص ہماری مجلس میں نہ بیٹھے جس نے اپنے پڑوسی کو اذیت دی ہے۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ میں نے پڑوسی کی دیوار کے ساتھ پیشاب کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کا دن ہمارے ساتھ نہ بیٹھنا۔ (طبرانی)

اذیت پر صبر

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو برا پڑوسی میسر آیا اور اس نے اس کی اذیت رسانی پر صبر کیا اللہ تعالے اس شخص کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ (طبرانی)

کافر ہمسایہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک روز بکری ذبح کی۔ آپ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا کہ تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کے پاس گوشت بھیجا کہ نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس شدت سے وصیت کی کہ میں سمجھا اس کو شریک وراثت بنا دیں گے۔ (ابوداؤد)

پڑوسیوں کے درجات

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے۔ یہ وہ کافر پڑوسی ہے جس کے ساتھ رشتہ داری بھی نہیں ہے اس کا صرف پڑوس کا حق ہے۔ دوسرا وہ مسلمان پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری نہیں ہے۔ اس کے دو حق ہیں! ایک پڑوس کا دوسرا مسلمان ہونے کا۔ تیسرا وہ مسلمان پڑوسی ہے جس کے ساتھ رشتہ داری بھی ہے اس کے تین حق ہیں ایک پڑوس کا، دوسرا مسلمان ہونے کا اور تیسرا رشتہ داری کا۔
(بزار)

قریب ترین پڑوسی

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک پڑوسی وہ ہے جس کا دروازہ میرے دروازے سے زیادہ قریب ہے اور دوسرا پڑوسی وہ ہے جس کا دروازہ تو دور ہے لیکن دیوار ساتھ ہے ان میں سے کونسا پڑوسی زیادہ حسن سلوک کا مستحق ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پڑوسی جس کا دروازہ تمہارے دروازہ سے زیادہ قریب ہے۔ (مسند احمد)

باتیں حکومت اور حکمرانوں کی

کا جو حق ہے وہ ادا کرتا رہے۔

ایک حاکم کو ہدایت

ایک حاکم نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کام کی زیادتی، مشقت اور شب بیداری کی شکایت کی۔ آپ نے جواب میں لکھا:

"میرے بھائی! جہنم میں اہل جہنم کی بیداری یاد کر لیا کرو اور اس میں دوام کا تصور کر لیا کرو کیونکہ یہ تصور تم کو تمہارے رب کی طرف لے جاوے گا خواہ تم سوتے ہوئے ہو یا بیدار۔ خبردار اس راہ سے تمہارے قدم نہ پھسلیں اور اسی پر تمام آخری سانس ختم ہو اور اسی پر ساری امیدیں آکر ختم ہوں والسلام۔"
(حیاۃ الحیوان)

سلمان فارسیؓ اور محنت

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے اور پانچ ہزار وظیفہ پاتے تھے لیکن جب بیت المال سے وظیفہ کی رقم ملتی تھی تو سب کی سب خیرات کر دیتے تھے اور خود اپنی محنت سے چٹائیاں بُن کر روزی پیدا کرتے تھے
(الاستیعاب)

ضیا تسنیم بلگرامی

(آخری قسط)

امام الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

فجر کی نماز سے فارغ ہو کر راؤ عبداللہ خان لوگوں کی نظروں سے بچتے ہوئے حاجی صاحب کی کوٹھڑی میں پہنچے۔ اسوقت تک سورج طلوع ہو چکا تھا اور حاجی صاحب نمازِ اشراق ادا فرما رہے تھے۔ راؤ عبداللہ خان انہیں نماز میں مشغول دیکھ کر واپس آ گئے۔ یہ ابھی اپنی حویلی کے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے انگریزی سپاہ کی ایک گارد آتی دکھائی دی۔ انگریز کلکٹر آگے آگے تھا۔ یہ کلکٹر ہونے کے ساتھ ہی مجسٹریٹ ضلع بھی تھا۔ راؤ عبداللہ خان اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر ٹھٹکا اور خطرے کی بو محسوس کرنے لگا۔ پھر یہ سوچ کر کہ جو ہونا ہے ہو کر رہے گا عاجز اور بے بس انسان کا مشیت ایزدی میں کیا دخل، ہمت کر کے مجسٹریٹ کے استقبال کو آگے بڑھا اور سلام دُعا کے بعد نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"جناب والا! زہے نصیب کہ آپ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ خوش قسمتی۔ بلند طالعی، آئیے تشریف لائیے، اسوقت صبح صبح زحمت فرمائی کا کوئی تو مقصد ہوگا، براہ کرم اس سے مطلع فرما کر اس ناچیز کو خدمت گزاری کا موقع عطا فرمائیں۔"

مجسٹریٹ راؤ کی خوش اخلاقی سے متاثر ہوا۔ کہاں تو یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ اچانک چھاپہ مار کر حاجی امداد اللہ کو برآمد کرے گا، لیکن راؤ کے اطمینان، اعتماد اور خوش اخلاقی نے اسے مذبذب کر دیا۔ اسے جس مخبر نے خبر دی تھی اس نے یہاں تک بتا دیا تھا کہ حاجی صاحب اصطبل یا اس کے آس پاس موجود کوٹھڑیوں میں سے کسی ایک میں روپوش ہیں۔ مجسٹریٹ کو یقین تھا کہ وہ حاجی صاحب کو یہیں کہیں سے برآمد کر لے گا۔ راؤ عبداللہ خان کی خوش اخلاقی کا پُرجوش خوش اخلاقی سے جواب دیا:

"راؤ صاحب! ہم نے یہ سُن رکھا ہے کہ آپ کے اصطبل میں بڑے اچھے اچھے اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے موجود ہیں اور ان میں ایک ایسا گھوڑا بھی موجود ہے جس کی دُور دُور تک کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہم تمہارا اصطبل دیکھنا چاہتے ہیں اور خاص کر وہ گھوڑا بھی، جس کا دُور دُور شہرہ ہے۔"

راؤ عبداللہ خان سناٹے میں آگیا لیکن اندر کی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ آپ نے سُنا ہے، ممکن ہے سچ ہی ہو۔ اگر آپ کو ہمارے اصطبل کا کوئی گھوڑا پسند آگیا تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی اور ہم وہ گھوڑا بخوشی آپ کی نذر کر دیں گے، آئیے ہمارے ساتھ تشریف لائیے اور اصطبل کے گھوڑے ملاحظہ فرمائیے۔"

مجسٹریٹ، راؤ عبداللہ خان کے ساتھ اس کے اصطبل میں داخل ہوگیا۔

راؤ عبداللہ خان نے ایک ایک کر کے اصطبل کے تمام گھوڑے دکھا دیے۔ مجسٹریٹ گھوڑوں کے ساتھ ساتھ راؤ کے چہرے کا بھی جائزہ لیتا جا رہا تھا لیکن راؤ میں ذرا بھی گھبراہٹ نہ پائی جاتی تھی۔

مجسٹریٹ کو اس مخبر پر غصہ آنے لگا جس نے اسے یہ معمولی خبر دی تھی کہ حاجی امداد اللہ، راؤ عبداللہ خان کے اصطبل وغیرہ میں کہیں روپوش ہیں۔ مجسٹریٹ اصطبل کے گھوڑوں کو دیکھتا بھالتا اس کوٹھڑی کے دروازے پر بھی پہنچ گیا جہاں حاجی صاحب واقعی روپوش تھے۔

مجسٹریٹ نے راؤ سے پوچھا۔ "اور اس میں کیا ہے؟"

راؤ نے جواب دیا۔ "یہ اصطبل نہیں ہے اس میں گھاس اور مویشیوں کا دوسرا چارہ رکھا جاتا ہے۔"

مجسٹریٹ نے پیشانی پر تردد کی شکنیں ڈالیں۔ بولا۔ "گھاس اور مویشیوں کا دوسرا چارہ؟ کیا مطلب؟ کیا مویشی گھاس کے علاوہ بھی کچھ کھاتے ہیں؟"

راؤ نے جواب دیا۔ "جی ہاں، دالیں کھلی۔ چوکر، کربی اسی طرح کی اور بہت ساری چیزیں۔"

مجسٹریٹ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا "ذرا کھلوانا تو، ہم بھی تو دیکھیں کہ مویشی کون کون سی چیزیں اور کھاتے ہیں۔"

راؤ کا دل دھک دھک کرنے لگا، اللہ کا نام لے کر یہ کوٹھڑی بھی کھلوا دی۔ جب کوٹھڑی کے دونوں پٹ کھل رہے تو راؤ کے دل کی کچھ عجیب سی کیفیت تھی۔ کوٹھڑی کے دونوں پٹ کھل گئے۔ خالی چوکی، چوکی پر بچھا ہوا مصلّا، کنارے لوٹا

رکھا تھا اور چوکی کے نیچے کی زمین تر تھی، گویا ابھی ابھی وضو کیا گیا تھا۔ یہ تمام چیزیں موجود تھیں لیکن حاجی امداد اللہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔

مجسٹریٹ نے اپنے آدمیوں کی مدد سے کوٹھری کا کونا کونا چھان مارا، لیکن حاجی امداد اللہ کا وہاں کہیں پتہ نہ تھا۔ مجسٹریٹ چوکی۔ مصلے اور لوٹے کی موجودگی کو کس طرح نظرانداز کر سکتا تھا۔ دریافت کیا۔ "راؤ صاحب یہ سامان یہاں کیوں رکھا ہے؟"

راؤ نے جواب دیا۔ "جناب! میں یہاں نماز پڑھتا ہوں۔"

مجسٹریٹ نے گردن اُچکائی اور قدرے منہ بڑھا کیا۔ "آپ اس اصطبل میں مویشیوں کے چارے کی کوٹھری میں نماز پڑھتے ہیں؟ عجیب سی بات ہے، حالانکہ ہم نے یہ سنا ہے کہ مسلمان لوگ مسجد میں نمازیں پڑھتے ہیں۔"

راؤ نے جواب دیا۔ "آپ نے بھی درست ہی سن رکھا ہے۔ ہمارے مذہب میں نمازوں کی بابت یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان فرض نمازیں تو مسجد میں ادا کرے لیکن نفلیں چھپا کر کسی چوری کی جگہ پر پڑھنی چاہئیں اور اس حکم خداوندی کی تاشیا اور تکمیل میں ہم لوگ اشراق اور نفل نمازیں یہیں پڑھ لیا کرتے ہیں۔"

لاجواب مجسٹریٹ مایوس ہو کر باہر نکلا اور اپنی راہ لینے سے پہلے آخری بار کہا۔ "راؤ صاحب! ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے تمہارا اتنا وقت برباد کیا ہے اس کا ہمیں ہمیشہ احساس رہے گا۔"

راؤ نے انکسار سے جواب دیا۔ "آپ قطعی افسوس نہ کریں کیونکہ آپ کو کسی اعلیٰ نسل کے گھوڑے کی تلاش تھی جو بدقسمتی سے ہمارے یہاں نہ نکل سکا، لیکن اب ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی مطلوبہ شے نہ پاسکیں۔ آپ مجھے ایک ذرا سا موقع عنایت فرمائیں۔ میں آپ کی خواہش کسی بھی طرح پوری کرا دوں گا۔"

مجسٹریٹ نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔ راؤ دوبارہ اپنی کوٹھری میں داخل ہوا، دیکھا، حاجی امداد اللہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس کی عقل چکرا گئی۔ وہ کوئی سوال بھی نہ کر سکا اور اسے ان کی کرامت پر محمول کیا۔

حاجی امداد اللہ کی طرف سے مولانا رشید گنگوہی بہت بے چین اور مضطرب تھے انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ حاجی صاحب کہاں روپوش ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ آزادی سے کہیں تلاش بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ مولانا رشید احمد گنگوہی کا وارنٹ گرفتاری بھی کٹ چکا تھا اور وہ بھی انگریزوں کو مطلوب تھے۔ اسی افراتفری میں کسی نے مولانا رشید احمد کو یہ خبر دی کہ حاجی امداد اللہ انبالہ کی جاگیر پنجلاسہ میں راؤ عبداللہ خان کے مہمان ہیں۔ یہ چھپتے چھپاتے پنجلاسہ کے قریب پہنچ گئے اور بہ دقت تمام ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ بہت روئے اور دریافت کیا۔ "حضرت! اب کیا منصوبہ ہے۔"

حاجی امداد اللہ نے جواب دیا۔ "مشیت کو ابھی وہ سب منظور نہیں شاید جو ہم چاہتے ہیں اور وہ یہی کام شاید کسی اور سے لینا چاہتی ہے۔"

مولانا گنگوہی نے سوال کیا۔ "حضرت! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

حاجی امداد اللہ نے جواب دیا۔ "ہماری باتوں کا جو مطلب ہے وہ بہت صاف ہے۔ ہم مکۂ معظمہ جا رہے ہیں اور وہیں سے اپنی تحریک جاری رکھیں گے۔"

مولانا گنگوہی نے پوچھا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا۔ "تم یہیں ہندوستان میں رہو گے۔"

مولانا گنگوہی نے اضطراب سے پوچھا "میں آپ کی عدم موجودگی میں یہاں کیا کروں گا؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا: "قدرت تم سے کوئی بڑا کام لینا چاہتی ہے۔ اسی لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم یہیں رہو اور فرمانِ خداوندی کا انتظار کرو۔"

مولانا گنگوہی کا دل بھر آیا اور وہ آنسو برسانے لگے۔ حاجی صاحب نے پوچھا "تم روتے کیوں ہو؟"

مولانا گنگوہی نے جواب دیا۔ "آپ کی مفارقت کا غم ایسا نہیں ہے کہ آسانی سے جھیل لیا جائے، بہرحال آپ فرماتے ہیں تو ہم یہیں ہندوستان میں رہیں گے اور وہ کام انجام دینے کی کوشش کریں گے، لیکن ایک بات طے ہے وہ یہ کہ جلد یا بدیر انگریز ہمیں گرفتار کرے گا۔ اسوقت آپ سے ملاقات کی کیا سبیل ہو گی؟

حاجی صاحب نے جواب دیا: "تم واقعی گرفتار کر لئے جاؤ گے لیکن ہم بھی یہ دعا کرتے ہیں کہ جانے سے پہلے تم سے ملیں گے ضرور۔"

مولانا گنگوہی واپس گئے اور گرفتار کر لئے گئے۔

حاجی امداد اللہ کو ایک بار پھر انگریزی دوڑ کا سامنا کرنا پڑا۔ حاجی صاحب جس مکان میں قیام فرما تھے پولیس وہاں پہنچ گئی اسوقت حاجی صاحب مکان کے کھلے صحن میں چارپائی پر دراز تھے۔ یہ مکان ایک زمیندار کا تھا۔ سپاہیوں کو اپنے مکان میں داخل ہوتے دیکھ کر زمیندار نے نوکروں کو حکم دیا: "تم لوگ کیا کر رہے ہو؟" سپاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ لوگ آئے ہیں ان کی مدد کرو اور مکان کے اندر اور باہر ان کی رہنمائی کرو۔" پھر حاجی صاحب کے اوپر لحاف ڈال دیا اور ڈانٹ کر ملازمین کو حکم دیا کہ اس بڈھے کو کھیت میں ڈال آؤ۔ اس نے کھانس کھانس کے اور تھوک تھوک کے سارے گھر کو گندا کر رکھا ہے۔

ملازمین نے سپاہیوں کی موجودگی میں حاجی صاحب کی چارپائی کو سرہانے اور پائنتی سے پکڑا اور کھیت میں ڈال آئے۔ سپاہیوں نے انہیں گھر کے کونے کونے میں چھان مارا اور بے نیل و مرام واپس گئے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ مظفر نگر کی گڑھی پخته میں بھی پیش آیا تھا۔ اس زمانے میں گڑھی پخته سہارنپور میں داخل تھی۔ یہاں کے رئیس نے حاجی صاحب کو پناہ دی، لیکن مخبر نے مجسٹریٹ ضلع کو مطلع کر دیا اور پولیس کپتان گارد لے کر رئیس کی حویلی میں داخل ہو گیا۔ اس علاقے کے تھانے دار خواجہ احمد حسین تھے۔ انہیں بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے حلقے میں

اس علاقے کے جس رئیس کی حویلی میں چھاپہ پڑ رہا ہے وہ حاجی امداد اللہ کی گرفتاری کی کوششوں سے تعلق رکھتا ہے۔ حویلی کے دروازے پر پہنچنے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ یہ سب کچھ غالباً حاجی امداد اللہ کی گرفتاری کے سلسلے میں ہو رہا ہے، لیکن اب معاملہ بہت آگے پہنچ چکا تھا اور تیر کمان سے چھوٹ چکا تھا۔ معلوم نہیں کس طرح ذہن کو ایک عجیب و غریب ترکیب سوجھ گئی۔ انہوں نے حویلی کے دروازے پر ہی سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ حویلی کے رئیس کا نام لے لے کر گالیاں دینا شروع کر دیں اور دھمکیاں دیتے ہوئے کہا: "کدھر ہے او نمک حرام! ذرا باہر تو نکل سرکار کے باغیوں کو اپنی حویلی میں پناہ دیتا ہے۔ خدا کی قسم آج دیکھنا ہے کہ تو کس طرح بچتا ہے۔ اگر تیرا علاقہ، اس جرم میں ضبط نہ کرا دیا ہو تو خواجہ احمد حسین نہیں بھنگی کہلانا پسند کروں گا۔"

رئیس کے کانوں میں یہ آواز جو پڑی تو اس نے فوراً حاجی صاحب کو کسی اور جگہ بھیج دیا اور یہ چھاپہ بھی ناکام رہا۔

❖ ❖ ❖

مولانا گنگوہی قید خانے میں اذیتیں جھیل رہے تھے۔ انہیں حاجی صاحب کا انتظار تھا۔ وہ پریشان تھے کہ حاجی صاحب ان سے کس طرح ملاقات کریں گے۔ اگر وہ یہاں حسب وعدہ ملنے آئے بھی تو فوراً گرفتار کر لئے جائیں گے اور مولانا گنگوہیؒ کو یہ منظور نہ تھا کہ حاجی صاحب گرفتار کر لئے جائیں۔

ایک دن عصر سے کچھ پہلے مولانا گنگوہی نے نیم غنودگی میں دیکھا کہ حاجی صاحب ان کے سامنے کھڑے ہیں اور کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔

مولانا گنگوہیؒ نے حیرت سے پوچھا "حضرت! یہ آپ! یہاں تک کس طرح پہنچ گئے، کیا باہر پہرے دار موجود نہیں ہیں؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا: "وہ موجود ہیں لیکن ہم نے تم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جانے سے پہلے تم سے ملاقات ضرور کریں گے۔ چنانچہ اپنا وعدہ پورا کرنے آ گئے ہیں۔ اب ہم سرزمین حجاز جا رہے ہیں۔"

مولانا گنگوہیؒ اداس ہو گئے، بولے۔ "لیکن پہرے داروں نے آپ کو یہاں کس طرح آنے دیا؟ کیا واپس جاتے ہوئے آپ کو گرفتار نہیں کر لیں گے؟"

حاجی صاحب واپس جاتے ہوئے بولے: "ہم جس طرح آئے ہیں اسی طرح واپس بھی جائیں گے۔ تم ہماری فکر نہ کرو۔"

مولانا گنگوہی نے پوچھا: "حضرت میرا کیا انجام ہوگا؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا: "تم فکر نہ کرو۔"

اس کے بعد حاجی صاحب پاک پتن چلے گئے۔ کچھ دن وہاں رہے۔ یہاں سے حیدرآباد سندھ میں داخل ہو گئے اور حیدرآباد سندھ سے رخصت ہو کر کراچی میں قیام کیا۔ کراچی سے مکہ معظمہ چلے گئے۔

اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آپ مناسک حج ادا فرما رہے تھے کہ یکایک اپنے ایک ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لے گئے اور افسردگی سے فرمایا "کچھ اور سنا تم نے؟ آج تو غضب ہو گیا۔"

ساتھی نے گومگو جواب دیا: "کیا ہوا حضرت؟ میں نے تو کچھ بھی نہیں سنا!"

آپ نے گردن جھکائی اور افسوس سے کہا۔ "رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہو گیا بہت برا ہوا۔"

ساتھی نے پوچھا: "کس نے بتایا؟"

"آپ نے جواب دیا: "بتائے گا کون، بس ابھی ابھی پتہ چلا ہے۔"

ساتھی حیرت سے صورت دیکھتا رہ گیا۔ آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ "بہرحال ہم پھانسی نہیں ہونے دیں گے، یہاں اتنی دور سے جو کچھ کر سکتے ہیں ضرور کریں گے۔"

ساتھی کی سمجھ میں یہ باتیں تو آ رہی تھیں لیکن وہ اس کی تفصیل جاننے کا خواہشمند تھا۔

اس بات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ اٹھے اور مولوی ولایت حسین اور مولوی مظفر حسین کاندھلوی کو اپنے ساتھ لیا اور شہر سے باہر چل پڑے۔ بارش شروع ہو چکی تھی۔ پانی سے دھل کر سبزہ جوان ہو گیا تھا۔ اپنے دونوں ہمراہیوں کو لے کر آپ سبزے پر بیٹھ گئے اور گردن جھکا کر خاموشی اختیار کی۔ دونوں ساتھی چہرے کے اتار چڑھاؤ پر غور کرتے رہے۔ پھر سر اٹھایا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، بولے۔ "چلو اٹھو، واپس چلیں کام ہو گیا۔"

مولوی ولایت حسین نے سوال کیا: "کیسا کام، کس کا کام، کہاں ہو گیا کام؟"

حاجی صاحب اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے بولے، "رشید احمد کو اب پھانسی نہیں دی جائے گی۔ پھانسی کا حکم ٹل گیا۔"

کچھ دنوں بعد مولانا گنگوہی کی سزائے موت اور اس کی منسوخی کی خبر اسی ترتیب

سے موصول ہوگئی۔

مکۂ معظمہ میں امیر احمد رامپوری بھی قیام فرما تھے۔ یہ صاحب بھی انگریزوں کو درکار تھے۔ گرفتاری کے ڈر سے وطن جانے کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ ایک دن گھر کی یاد غالب آگئی اور یہ حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حاجی صاحب نے صورت دیکھتے ہی کہا۔ "ہندوستان جانا چاہتے ہو؟ جاؤ لیکن گرفتار ہو جاؤ گے۔"

امیر احمد نے خاموشی اختیار کر لی لیکن ایک دن پھر حاضر ہوئے اور اپنا پرانا جملہ ایک بار پھر دہرایا۔ حاجی صاحب کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوگئیں اور آپ نے ترش لہجے میں کہا۔ "کیا تم گرفتار ہونا چاہتے ہو؟ اگر جی گرفتاری پر مائل ہے تو تم اسی وقت ہندوستان چلے جاؤ۔"

امیر احمد نے جواب دیا۔ "حضرت! کون ہے وہ شخص جو اپنی گرفتاری سے خوش ہوگا۔"

آپ نے کہا۔ "تو خوش ہوگا، ہمیں معلوم ہے کہ تو خوش ہوگا۔ جا چلا جا اور دیکھ کر کیا چیز ظاہر ہوتی ہے۔"

کسی شخص نے امیر احمد سے تخلیے میں کہا۔ جناب آپ ہندوستان فوراً روانہ ہو جائیں، قبلہ حاجی صاحب جیسا فرما رہے ہیں انشاءاللہ ویسا ہی ظہور پذیر ہوگا۔"

امیر احمد رامپوری اللہ کا نام لیکر ہندوستان میں داخل ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر ایک مسجد میں قیام کیا۔ سکون اور اطمینان کا سبب یہ تھا کہ حضرت مبہم لفظوں میں رہائی کا حکم فرما چکے تھے۔ امیر احمد نے چند دن حجرے میں رہ کر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ ان پر مقدمہ چلا اور مجسٹریٹ ڈانٹ ڈپٹ کرتا جاتا اور یہی کہتا کہ "امیر احمد! میں تمہیں دار پر نہ چڑھاؤں تو میرا نام نہیں۔"

امیر احمد نے حقارت سے جواب دیا۔ "کیا تم پاگل ہو؟ کیا اوٹ پٹانگ حرکتیں کر رہے ہو؟"

مجسٹریٹ نے کہا۔ "پاگل ہم نہیں، تم ہوگئے ہو۔"

اس کے بعد انہیں جیل بھیج دیا گیا اور مقدمات چلنے لگے۔ آخر کار انہیں تمام مقدمات سے بری کر دیا گیا اور یہ اپنے گھر رامپور چلے گئے۔

میرٹھ کی نواحی آبادی کے ایک صاحب حج کے لئے جا رہے تھے۔ انہیں حاجی امداد اللہ سے غائبانہ اور والہانہ عقیدت تھی۔ انہوں نے حاجی صاحب کا صرف نام ہی نام سُنا تھا، صورت نہیں دیکھی تھی۔ ان صاحب نے حج پر روانگی سے پہلے حاجی امداد اللہ کے لئے ایک کملی تیار کرائی اور اسے دوسرے سامان کے ساتھ لے کر حج کے لئے روانہ ہوگئے۔

جب ان کا جہاز سمندر میں ہچکولے کھاتا جدے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ یہ یکایک طوفان میں پھنس گیا۔ مسافروں پر اتنی دہشت اور بدحواسی طاری ہوئی کہ بے معنی شور و غل کرنے لگے۔ عجیب افراتفری اور نفسانفسی کا عالم تھا۔ انسانی فطرت کا تضاد جہاز پر ہر سُو نظر آ رہا تھا۔ کچھ خوف سے موت کا استقبال کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے آس پاس موجود اپنے عزیزوں کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا اور موت اور اپنی ذات کے سوا انہیں کچھ نظر ہی نہ آ رہا تھا، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو موت کا استقبال اپنے عزیزوں اور بچوں کے ساتھ خوش دلی سے کرنا چاہتے تھے۔ حاجی امداد اللہ کا پرستار اور معتقد جہاز کے ایک کونے میں چلا گیا اور وہاں بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور موت کا انتظار کرنے لگا۔ مایوسی اور دل شکستگی نے دل کا عجیب حال کر رکھا تھا۔ وہ جہاز سے پہلے ہی دم بہ دم ڈوبتا جا رہا تھا۔ اسی عالم میں ذرا غفلت سی طاری ہوگئی۔ اس غفلت میں اس شخص نے دیکھا کہ کوئی صاحب سامنے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ "حاجی امداد اللہ کی کملی کہاں ہے؟"

اس شخص نے جواب دیا۔ "حضرت! آپ دیکھ نہیں رہے کہ جہاز طوفان میں پھنسا ہوا ہے۔ ذرا دیر بعد ہم سب اور یہ جہاز کملی سمیت سمندر کی تہہ میں چلا جائے گا۔"

ان بزرگ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ "پریشان مت ہو، اٹھ کر بیٹھ جاؤ، کون کہتا ہے کہ یہ جہاز ڈوب جائے گا، تھوڑی ہی دیر بعد موافق ہوائیں چلنے والی ہیں اور یہ جہاز طوفان سے بچ نکلے گا۔" اس کے بعد کہا۔ "لاؤ وہ کملی تو دے دو مجھے۔"

یہ شخص گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ کملی ان صاحب کے حوالے کر دے لیکن جب ہوش و حواس ذرا بجا ہوئے تو پتہ چلا کہ سامنے وہ شخص موجود ہی نہیں ہے۔ اس واقعے کو خواب یا رویائے صادقہ کے سوا کچھ اور نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس شخص کو یقین ہو گیا کہ اب جہاز طوفان میں نہیں ڈوبے گا۔ اس شخص نے اس واقعے کا ذکر کئے بغیر جہاز کے تمام مسافروں کو یہ خوشخبری سُنا دی کہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ لوگ یہ سمجھے کہ یہ شخص موت کے خوف سے پاگل ہو گیا ہے اور جو کچھ بشارت دے رہا ہے دیوانگی کے سوا کچھ بھی نہیں لیکن دیوانے کی بشارت حرف بہ حرف صحیح نکلی اور جہاز طوفان سے بچ نکلا۔

مکے ہی داخل ہوتے ہی یہ شخص تلاش کرتا ہوا حرم کعبہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں بہت سارے لوگ موجود تھے۔ یہ ان کے چہروں کو غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مالکی مصلے کے قریب ایک شخص کو کھڑے دیکھ کر رُک گیا۔ یہ شخص کملی لے کر آگے بڑھا اور کملی کو ان کے قدموں میں ڈال کر بولا۔ "حضرت! اگر میں دھوکہ نہیں کھا رہا تو یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ حضرت کا نام نامی اسم گرامی حاجی امداد اللہ ہے۔"

مخاطب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ سوال کیا۔ "تم نے کس طرح پہچانا؟"

اس شخص نے جواب دیا۔ "میں آپ سے جہاز پر ملاقات کر چکا ہوں۔ جہاز کے حلیے اور موجودہ حلیے میں صرف اتنا فرق ہے کہ اُس وقت آپ تہمد زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور اس وقت پاجامے میں ملبوس ہیں۔"

آپ نے اس کا کوئی جواب تو نہ دیا لیکن کسی اور نے جواب دیا۔ "طغیانی اور پانی کے لئے تہمد ہی مناسب لباس تھا۔ مناسب اور موافق ہواؤں کے حوالے کرنے میں حاجی صاحب کو بڑی محنت کرنا پڑی تھی۔"

یہ کس نے جواب دیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ایک آواز تھی جسے کانوں نے تو سُن لیا، لیکن آنکھیں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکیں۔

پچاس سال کی عمر تک حاجی صاحب مجرد ہی رہے۔ پھر اشارتِ غیبی سے یہ تنبیہ ملی کہ ایک عارف کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ شادی جیسی سنتِ نبویہؐ سے محروم رہے۔ آپ نے اس اشارتِ غیبی پر بی بی خدیجہ بنت شجاعت رامپوری سے نکاح فرمایا

آپ چوراسی سال تین ماہ بیس روز زندہ رہے اور ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ بروز شنبہ صبح فجر کی اذان کے وقت اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے اور جنت المعلےٰ (مکہ معظمہ) میں مدفون ہوئے۔

شاہ ولی اللہؒ کی تحریک کیوں ناکام رہی اس کا تجزیہ تو مورخینِ اسلام کریں گے، لیکن ہم تو یہ جانتے ہیں کہ وہ عہد طباعت اور اشاعت کے تیز رفتار اور خوبصورت وسائل سے محروم تھا اور میری ناچیز رائے میں ان کے بعد جن کے سپرد یہ کام ہوا وہ اس نکتے کو کسی طرح فراموش کر گئے کہ ذہنی انقلاب لائے بغیر کوئی بڑا انقلاب نہیں برپا کیا جا سکتا اور انقلابات نیچے سے اوپر کی طرف چلتے ہیں، اوپر سے آمریت یا شہنشاہیت تو نازل ہو سکتی ہے لیکن عوامی طویل المیعاد اور اکثریت کے لئے فائدہ مند انقلاب عوام کے اعتماد اور تعاون ہی سے لایا جا سکتا ہے۔

خدا نے قرآن پاک کی سورۂ ہود میں فرمایا ہے:

"اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو، جو پیغام دے کر میں بھیجا گیا تھا وہ میں پہنچا چکا ہوں۔ اب میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگراں ہے۔"

اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جس سال حاجی امداد اللہ پیدا ہوئے تھے اسی سال یعنی ۱۸۱۸ء میں ۵ مئی کو مشرقی جرمنی میں دُنیا کا سب سے بڑا انقلابی مارکس پیدا ہو چکا تھا۔ جب یہ چھ سال کا تھا تو اس کا خاندان اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسیحیت میں داخل ہو گیا۔ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس انقلابی کی خاص حالات اور ماحول میں تربیت ہوتی رہی۔ انتہائی ناساعد حالات میں اس نے انسانی مصائب و آلام میں معاشی اور اقتصادی اسباب اور محرکات کا پتہ چلایا اور اس نے دُنیا کو بتایا کہ انسانی تاریخ میں جو سوسائٹی بھی نمودار ہوئی ہے اس کا انحصار ذرائع پیداوار اور دولت کی تقسیم پر رہا ہے۔ کسی سیارے کی تخلیق یا کسی حیوانی نوع کا خاتمہ تاریخ نہیں، تاریخ تاریخ ہی۔"

اس نے ۱۸۶۷ء میں اپنی انقلابی کتاب 'سرمایہ' کی پہلی جلد جرمن زبان میں شائع کی۔ ۱۸۷۸ء میں دوسری جلد شائع کرنے کی کوشش کی لیکن صحت جواب دے رہی تھی اس لئے یہ کام نہیں ہو سکا۔

۱۸۸۱ء میں اس کی ہمدم و ہمساز اور زندگی میں ہر ہر قدم اور ہر حال میں ساتھ دینے والی رفیقۂ حیات چل بسی۔ موت کے بارہ سال بعد اس کے شاگرد اور دوست اینجلز نے اس کی کتاب 'سرمایہ' کو مکمل صورت میں شائع کر دیا۔

یہ اس انقلابی کا ذکر ہے جس کے لئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

وہ کلیم بے تجلّی و مسیح بے صلیب
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لئے روزِ حساب

مارکس نے اقوامِ عالم کو لرزہ براندام کر دیا۔ اس نے کسی تکلف اور لحاظ کے بغیر صاف صاف باتیں کیں، اس نے کہا:

"سرمایہ دار اور بورژوا طبقہ حکومت کے لئے اس لئے نااہل ہے کہ وہ اپنے پیدا کردہ غلاموں کا پیٹ نہیں بھر سکتا اور یہ اپنے غلاموں کو روٹی دینے کے بجائے ان سے روٹی حاصل کرتا ہے۔ سماج اب زیادہ دیر تک ان کے وجود کو نہیں برداشت کر سکتا اور سماج کے وجود کے لئے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

"سرمایہ داری اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھود رہی ہے۔ وہ اپنے گورکنوں کو خود پیدا کر رہی ہے۔"

"ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم ذاتی ملکیت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں، وہ ملکیت جسے انسان اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے آپ اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں لیکن آپ اس پر کیوں نہیں غور کرتے کہ آپ کے موجودہ سماج میں نوے فیصد لوگ ذاتی ملکیت سے محروم کئے جا چکے ہیں اور دس فیصد انسان نوے فیصد انسانوں کی محنت پر اپنی

یاد رفتگاں — عبدالشکور کشمیری

مولانا عبدالہادی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب فاضل دیوبند جو آزاد کشمیر میں علماء دیوبند کا ایک قیمتی علمی سرمایہ تھے، طویل علالت کے بعد گذشتہ ہفتہ بروز پیر ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب آزاد کشمیر تحصیل باغ علاقہ تھب کی ایک ممتاز دینی اور علمی شخصیت تھے۔ علاقہ تھب اس اعتبار سے بھی کافی اہمیت کا حامل ہے کہ اس علاقہ کے لوگوں کی اکثریت دینی مزاج کی طرف مائل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی اس گئے گذرے دور میں علاقہ تھب میں تقریباً ایک سو کے قریب فارغ التحصیل علماء کرام موجود ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء کرام کی تعداد اس چھوٹے سے حلقہ میں نصف درجن سے زائد ہے جن میں حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب سابق ضلع قاضی اور حضرت مولانا امیرالزماں خان صاحب جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء آزاد جموں وکشمیر آزاد کشمیر و پاکستان کا ایک قیمتی و علمی سرمایہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے علاوہ حضرت مولانا نور حسین صاحب مدظلہٗ، حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہٗ، حضرت مولانا گل حسین صاحب مدظلہٗ حضرت مولانا حاجی عبدالغفور صاحب مدظلہٗ۔ یہ حضرات بھی دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اور آزاد کشمیر کا ایک علمی سرمایہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ان حضرات کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھیں۔ حضرت مولانا عبدالہادی صاحبؒ سے پہلے گذشتہ مہینہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب اور اس سے قبل حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے سرچشمۂ فیض سے اس وقت فیض یاب ہوئے جب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ دارالعلوم میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ حضرت مولانا مرحوم دارالعلوم سے فارغ ہونے کے بعد تحریک آزادی کشمیر میں مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ میں شریک رہے۔

حضرت مولانا مرحوم اپنی عام زندگی میں درویشانہ شان و مزاج کے آدمی تھے۔ مرحوم کا گھرانہ اپنے علاقہ میں مالی اعتبار سے ایک اچھا کھاتا پیتا گھرانہ شمار کیا جاتا تھا اور مولانا کو اللہ تعالٰی نے دینی و دنیاوی انعامات سے نوازا تھا، لیکن اس کے باوجود حضرت مولانا کی تواضع اور فنائیت کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے چھوٹوں کو بھی اپنے سے افضل و برتر سمجھتے تھے۔ ان کے انداز و گفتار میں غور و بین نگاہ کو بھی شان و شوکت کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا تھا۔

مولانا مرحوم طبعاً علمی اور سادہ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔ علاقہ میں جہاں کہیں بھی کسی دینی کام کی ابتدا ہوتی تو حضرت مولانا مرحوم اس میں پیش پیش ہوتے۔

اساتذہ اور علماء کرام سے محبت

اکابر علماء دیوبند سے محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی کوئی عالم دین علاقہ میں جاتا تو مولانا مرحوم کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی کہ یہ میرے ہاں ہی مہمان ٹھہریں۔ چنانچہ ہمارے علاقہ میں جب بھی کوئی مہمان خواہ وہ کوئی سرکاری افسر ہو یا کوئی علمی شخصیت ہو، شرف مہمان نوازی یا تو حضرت مولانا مرحوم کے حصے میں آتی یا حضرت مولانا عبدالمتین صاحب مدظلہٗ کے حصہ میں۔ چنانچہ آپ کے اسی لگاؤ اور عقیدت کی بات ہے کہ آج سے تقریباً بیس پچیس سال قبل جب باغ تک سڑک کا کوئی انتظام نہ تھا کوہالہ سے تھب جو پیدل تقریباً پچاس میل کا فاصلہ ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہٗ حضرت مولانا مرحوم اور دیگر ساتھیوں کی دعوت پر جب تھب تشریف لے گئے تو حضرت مولانا مرحوم

اپنے شفیق استاذ محترم کی خدمت میں ہی رہے۔ اور واپسی براستہ ڈمنہ کیمبلپور کے راستہ سے ہوئی جہاں حضرت مولانا مرحوم کے دادا محترم حضرت مولانا محمد نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت بڑا قیمتی اور نایاب قسم کی کتابوں کا بہت بڑا کتب خانہ ہے اور واپسی کوہالہ تک ساتھ رہے۔ کوہالہ سے سوار کرکے واپس تشریف لے گئے۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا مرحوم کا گھرانہ ہمیشہ سے ایک علمی گھرانہ چلا آرہا تھا بلکہ آپ کے دادا محترم حضرت مولانا محمد نور صاحبؒ کے زمانے میں تو آپ کا گھر ایک بہت بڑا مدرسہ تھا جس میں افغانستان، ہندوستان، بخارا، سمرقند اور دوسرے دور دراز ملکوں سے تشنگانِ علوم آکر علم کی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ اب اس علمی گھرانے کی واحد نشانی حضرت مولانا مرحوم ہی تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے کسی صاحبزادہ کو اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لے جو مستقبل میں آپ کا صحیح جانشین بن سکے۔

حضرت مولانا مرحوم نے سوگواران میں ایک بیوہ، تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے چھوڑے ہیں۔ صاحبزادوں میں سب سے بڑے صاحبزادے جناب عبدالرؤف صاحب جو اس وقت ماشاء اللہ دبئی متحدہ عرب امارات میں ملازم ہیں اور بہت ہی با اخلاق اور نیک سیرت نوجوان ہیں۔ دوسرے صاحبزادے جناب ماسٹر عبدالقدیر صاحب جو اس وقت مقامی سکول میں ٹیچر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور تیسرے صاحبزادے جناب عبدالواحد صاحب جو ماشاء اللہ اس وقت دسویں کلاس میں پڑھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی حفظ کر چکے ہیں اور اس صاحبزادے کا ذہن بھی ماشاء اللہ دینی ماحول کی طرف زیادہ مائل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہونہار صاحبزادے کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کے لئے بھی منتخب کریں تاکہ اپنے عظیم باپ کی یادگار بن سکیں۔

حضرت مولانا مرحوم کی زندگی کا مختصر خاکہ

پیدائش: مولانا مرحوم یکم جون ۱۹۲۲ء بمقام مقتب تحصیل باغ آزاد کشمیر میں حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: علاقہ کے مقامی پرائمری سکول میں حاصل کی۔ پرائمری سکول سے فراغت کے بعد دینی تعلیم کی ابتدا اپنے گھر میں اپنے والد محترم حضرت مولانا غلام قادر صاحبؒ سے کی۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں اور فارسی کی ابتدائی کتابیں علاقہ مقتب کے ایک بزرگ منشی راجوالی خانصاحب سے پڑھیں۔ اسی اثنا میں مزید تعلیم کا شوق بڑھا تو باقاعدہ کسی دینی ادارہ میں جا کر پڑھنے کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ اپنے دادا محترم مرحوم و مغفور المعروف تن ستین رح کے ایک خاص شاگرد حضرت مولانا ریحان خان صاحبؒ کی دعوت پر تناؤل ستوڑہ ضلع ہزارہ تشریف لے گئے۔ وہاں فارسی کی تکمیل کرکے صرف نحو اور دوسری فنون کی ابتدائی تعلیم شروع کی لیکن زیادہ عرصہ تک اپنے اس شفیق استاذ مرحوم سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مولانا مرحوم اپنے شفیق استاذ کی تجہیز و تکفین میں شریک رہے اور اس کے بعد ضلع ہزارہ بانڈی عطائی خان کے بلند پایہ اساتذہ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان دونوں بزرگوں سے صرف و نحو مکمل اور فقہ میں ہدایہ اور تفسیر میں جلالین تک پڑھ کر پنجاب کا رُخ کیا۔ گوجرانوالہ مدرسہ انوارالعلوم میں داخل ہوئے لیکن زیادہ عرصہ تک انوارالعلوم میں نہ رہ سکے کیونکہ قریب ہی گکھڑ منڈی میں استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ العالی تدریس میں کافی شہرت حاصل کر چکے تھے تو مولانا مرحوم نے گکھڑ منڈی کا رخ کیا تو سب سے زیادہ عرصہ اور حصول علم کے سلسلہ میں خاصی تسکین حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے حاصل کی۔

تقریباً چھ سال تک حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے سایہ عاطفت میں گزارنے کے بعد جب درس نظامی کی کتب کی تکمیل کرلی تو اپنے استاذ محترم کی ہدایت اور ایما پر ایشیا کی عظیم یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء تک دو سال تک دارالعلوم میں وقت کے اکابر علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

اس دوران آپ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رح، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب پشاوری رح، حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فیوض سے فیضیاب ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد راولپنڈی میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ سے دورہ تفسیر کیا۔ اسی دوران تحریک آزادی شروع ہو چکی تھی۔ حضرت مولانا مرحوم نے راولپنڈی سے فارغ ہو کر تحریک آزادی میں مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب کشمیر کا کچھ حصہ فتح ہو گیا اور جنگ بند کردی گئی تو آزاد کشمیر میں جو پہلی عارضی حکومت عمل میں آئی ضلع پونچھ میں حضرت

پیر علی اصغر شاہ صاحب جو تحریک آزادی کی قیادت کرتے رہے تھے انہوں نے مولانا مرحوم کو بیت المال کا نگران مقرر کیا مگر بدریانت اہلکاروں کے سبب زیادہ دیر تک حضرت نے اس میں رہنا مناسب نہ سمجھا۔ بس سے مستعفی ہو گئے تو موصوف مرحوم نے مولانا مرحوم کو ضلع پونچھ کا انسپکٹر دینیات مقرر کیا۔ اس فرائض کی انجام دہی حضرت مولانا نے بڑی نیک نیتی اور خلوص سے انجام دیں اور تحصیل باغ کے اکثر مدارس کا اجراء آپ کے دور میں ہی ہوا۔ آزاد کشمیر میں باقاعدہ حکومت کا قیام عمل میں آیا تو مولانا مرحوم نے اس کو بھی چھوڑ کر محکمہ تعلیم کی ملازمت اختیار کر لی۔ ایک دفعہ احقر نے حضرت مولانا مرحوم سے پوچھا کہ حضرت آپ نے دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد اس محکمہ کو کیوں پسند کیا۔ دینی تعلیم کی درس و تدریس کی طرف پیش رفت کیوں نہیں کی؟

مولانا مرحوم نے فرمایا کہ بھائی میں نے اس محکمہ کو اس لئے منتخب کیا ہے کہ سکول اور کالجوں کے طلباء میں دینی رجحان ختم ہو رہا ہے۔ اگر میری کوشش سے دنیاوی تعلیم کے طلبہ کو اسلام کے ابتدائی ارکان اور اسلامی تاریخ سے کچھ واقفیت ہو جائے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے جبکہ دینی مدارس میں ہم جیسے لوگ کیسے اتنی بڑی ذمہ داری اٹھا سکتے ہیں؟

حالانکہ یہ حضرت مولانا کی عاجزی اور انکساری تھی جو اہل اللہ کی ایک خاص صفت ہے کیونکہ حضرت مولانا مرحوم نے جس زمانہ اور جن اکابر سے تحصیل علم اور شرف تلمذ حاصل کیا وہ طالب علم خواہ اس کی علمی استعداد کتنی ہی ناقص ہو، آج کل کے فضلاء خواہ وہ کتنے ہی ذی استعداد ہوں، ان حضرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہرحال حضرت مولانا مرحوم نے جس مقصد کے لیے اس محکمہ کو اختیار کیا تھا، وہ اپنے اس مشن میں کامیاب ہوئے۔ ہزاروں طالب علموں نے حضرت مولانا مرحوم سے قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم حاصل کی اور بڑی محنت سے نوجوان پود کو وہ اسلامی تاریخ اور اسلام کے بنیادی ارکان کی تعلیم دیتے رہے۔ چنانچہ ۲۱ جنوری ۴۸ء سے لے کر مولانا مرحوم بحیثیت عربی ٹیچر درس و تدریس ۱۹۸۱ء تک قوم کی اس خدمت میں مصروف رہے۔ اس دوران آپ نے باغ، دھیرکوٹ، ملوٹ اور کھڑک میں سروس کی۔

بہرحال حضرت مولانا کی وفات آزاد کشمیر کی علمی اور دینی تاریخ کا ایک المناک واقعہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کی مغفرت فرما کر جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں اور جنت الفردوس میں مدارج عالیہ عطا فرمائیں اور حضرت مولانا کے نسبی اور روحانی پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محنت کش کا ہاتھ

ایک محنت کش صحابی حضرت سعد انصاریؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیؓ کے ہاتھوں میں کھردراپن محسوس کیا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا "پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے بچوں کے لیے روزی کماتا ہوں۔" اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کش کا ہاتھ اوپر اٹھایا اور شفقت کے ساتھ ہونٹوں پر لگا لیا۔

(اسد الغابہ)

بقیہ: حضرت حاجی امداد اللہ رح

زندگی بسر کر رہے ہیں:

"پر دلتاریہ تحریک اکثریت کی ایک خود شناس اور آزاد تحریک ہے جس کے پیش نظر اکثریت کا مفاد ہے۔ یہ اس وقت تک سربلند نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ موجودہ سماج کو مٹا نہ دے۔"

دنیا بہت کم اپنے عہد کے بڑے لوگوں کا اس شان اور جوش و خروش سے استقبال کرتی ہے جس کے وہ صحیح معنی میں مستحق اور حقدار ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا ہندوستان میں انتقال ہوا تو ان کی زندگی میں ان کے مرتبے اور قدر و قیمت کا لوگ صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ حاجی امداد اللہ نے کام شروع کیا تو لوگ انہیں بھی نہ پہچان سکے۔ دوسری طرف مغربی دنیا تھی جس کی مشاہیر پرستی اور قدر دانی مشہور ہے۔ لندن میں جب مارکس کا انتقال ہوا تو ٹائمز کے علاوہ انگلستان کے کسی بھی اخبار نے اس کی موت کی خبر نہیں شائع کی اور ٹائمز نے بھی یہ خبر اپنے کسی مقامی نمائندے کے حوالے سے نہیں چھاپی تھی بلکہ یہ خبر اسے پیرس کے نمائندے نے بھیجی تھی اور اس نے اس خبر کے ساتھ جو مراسلہ بھیجا تھا اس میں لکھا تھا۔ "میں نے یہ خبر پیرس کے بعض اخبارات میں پڑھی ہے۔" (بشکریہ سب رنگ)

حدیث پاک

ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ علم دین کتاب و سنت کا علم ہے۔ پس جب تم اسے حاصل کرو تو دیکھ لو کس سے حاصل کر رہے ہو۔

عالمی مؤتمر ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کے ایک اہم اجلاس کی مختصر رپورٹ

عالمی مؤتمر ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کا ایک غیر معمولی اجلاس ۳۰ اپریل ۸۱ء کی صبح کو اُتر پردیش کے ضلع سہارن پور کے مردم خیز تاریخی قصبہ دیوبند میں مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مؤتمر کا ترانہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا سید احمد ہاشمی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جبکہ محدث عصر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سرپرست عالمی مؤتمر ابنائے قدیم ہند نے عربی میں اس عظیم اجتماع کا افتتاح کیا۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی نے نہایت ہی پُر مغز اور بصیرت افروز خطبۂ صدارت پیش کیا۔ مختلف ممالک اور علاقوں سے آئے ہوئے مندوبین نے اپنے اپنے ملک اور علاقے کی نمائندگی کی جن میں بنگلہ دیش کے مولانا منصور حسین، تامل ناڈو کے مولانا صبغۃ اللہ بخاری، اتر پردیش کے وزیر مملکت ٹرانسپورٹ مسٹر اجیت سنگھ سیٹھی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ کے خلف الرشید مولانا محمد طلحہ اور جموں و کشمیر کے ممبر اسمبلی مسٹر شریف احمد قابل ذکر ہیں۔ پاکستان کی طرف سے نظام العلماء صوبہ سرحد کے امیر اور دارالعلوم سرحد پشاور کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا سید محمد ایوب بنوری نے مقالہ پیش کیا۔

آخر میں عالمی مؤتمر ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند کے صدر اور جمعیۃ علماء ہند کے سربراہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے مؤتمر کے قیام ترقی اور غرض و غایت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ یہ تنظیم تفریق بازی پر یقین نہیں رکھتی ہے۔ ہم تمام افراد اور تنظیموں کی طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہیں، لیکن دین اور عقیدے کے لئے کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اجلاس سے پہلے دارالعلوم دیوبند کی بزرگ شخصیت، تحریک آزادیٔ ہند کے مایۂ ناز سپہ سالار شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا کی یاد میں محمود ہال کا افتتاح کیا گیا۔

اسی دن نماز ظہر کے بعد نصاب اور تنظیم وغیرہ کے بارے میں مختلف کمیٹیوں کے اجلاس ہوئے۔

بعد از نماز مغرب ایک عظیم کھلا اجتماع منعقد ہوا۔ دوسرے مقررین کے علاوہ حضرت گنگوہیؒ کے پوتے حضرت مولانا رشید میاں نے نہایت ہی پُر مغز اور فی البدیہہ خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع رات گئے تک جاری رہا۔

اجلاس سے مولانا سید محمد ایوب جان بنوری کے خطاب کا متن درج ذیل ہے:

حامدًا وّمصلیًا علٰی رسولہ الکریم

گرامی قدر صدرِ مؤتمر، ابنائے قدیم فضلائے دارالعلوم دیوبند و شرکائے کرام و عظام!

حیران ہوں اس تقریب سعید پر جب کہ برصغیر پاک و ہند کے اقطار و اکناف سے فضلاء اکابر دارالعلوم دیوبند کی ایسی شخصیات کی ذاتِ گرامی سے وصل ملاقات ہو رہا ہے جو آج کے حالات و ماحول میں سوچتا ہوں۔

این کہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

عالم تحیر ہے اپنے قلب حیران کے جذبات نہاں کے اظہار و تعبیر کے لئے اپنے خیالات کو کون سے الفاظ کا جامہ پہناؤں جو واقعتاً میرے جذبات اندرون کے ترجمان و تعبیر بن سکیں۔ گذشتہ ربع صدی میں نہ معلوم خاک پاک برصغیر کو کس کی نظر بد کھا گئی کہ اس سے پہلے جو اللہ والے ربّیون خدا کے برگزیدہ بندے جن کو دیکھ کر آنکھوں کی ٹھنڈک اور ایمان کی تازگی بمضمون روایت ابن ماجہ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللہ حاصل ہوتی ہے ؎

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے
ڈھونڈھا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

وہ شخصیات ستودہ صفات ۔ اللہ والے اب جن کے دیکھنے کو ہماری آنکھیں ترستی ہیں۔ اکابر و اسلاف دیوبند میں سے کس کے ذکر کو ترجیح دی جائے جب کہ ان میں ہر ایک لاکھوں میں ایک ہے ۔ یہ بھی امر مغتنم ہے کہ وہ جو نہیں ہیں ان کا ذکر برکت اثر تو ہماری محافل و مجالس کا موضوع اعظم و اکبر ہے آپ حضرات سے مل کر اس ذوق تشنگی کی تھوڑی سہی کچھ تو تسکین ہوتی ہے یہ بھی غنیمت یار دہ ہے ؎

ہے غنیمت کر سکتے ہیں ابھی چند چراغ
بند ہوتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہیں

اپنے برگزیدہ اسلاف کرام کے مسلک روادریہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ترجیح امر متناہی ہے کہ روحانیت کے بحر ذخار کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا چشمہ جس کے ماء عذب و فرات سے کس کس خوش نصیب نے اپنے حظ وافر پایا اور کون کون محروم رہا۔ جناب حضرت خورشید حسن مولانا قاسم نانوتوی نے جس معدن و مرکز عرفان کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور ان کے معتمد خصوصی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نے اس ایوان عرفان کو مزید پروان چڑھایا اور پھر آگے بتدریج حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے مرشد کے مشن کو مالٹا جیسے سنگلاخ جزیروں کی صعوبات کاٹ کاٹ کر تکمیل تک پہنچایا اور سید نانوتوی کے پیغام ابدی کو سینہ بہ سینہ نچلوں تک پہنچا کر الاہل بلغت کی تکمیل فرمائی۔ آج ہماری روح کی پکار ہے کہ ہم مشاغل کو نظر بظاہر اپنے اندر فروزاں نہیں پاتے تو ان کے ذکر خیر و ذکر مکرر سے اپنے ذخیرۂ قدس و برکت میں اضافہ تو کر سکتے ہیں ؎

باز خواں آں قصہ یاراں نجد
تا در و دیوار را آری بوجد

تنظیم فضلائے دیوبند کے سلسلہ میں عالمی سطح پر جو کام شروع کیا گیا تھا اس زمرہ میں پاکستان میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو اس تنظیم کا صدر اور جناب مولانا حبیب اللہ صاحب شاہی وال کو اس تنظیم کا ناظم عمومی مقرر کیا گیا تھا۔

صوبائی سطح پر اس تنظیم کی صدارت مجھ خاکسار کے ناتواں کندھوں پر ڈالی گئی تھی بعد میں حالات کا دھارا کچھ اس رخ سے بہا کہ اس سلسلہ میں مزید عملاً پیش رفت نہ ہو سکی ضرورت ہے کہ اس سلسلۃ الذہب کو آگے بڑھایا جائے۔

آج یہ وقت کی اہم پکار ہے کہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ عزوجل یہاں اس اجتماع میں اکٹھے ہیں۔ میرا دل ناتواں اس عظیم اجتماع اکبر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر مجھے حال دل کہنے پر اکسا رہا ہے ؎

اگر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

نہ جانے کل کیا ہو اور کیا صورت پیدا ہو۔ گل و بلبل ایک دوسرے کی صورت دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔ زندگی بذات خود ایک کمزور، فانی اور ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے خدا کرے ہماری فانی عارضی زندگی اپنے اختتام سے قبل اپنے اسلاف کی تقلید میں ملت اسلامیہ کے کام آسکے اور ہم سب اب جبکہ ہم میں سے اکثر و بیشتر کا چل چلاؤ اور دم واپسیں ہے نت نت اور روز روز نہ سہی کبھی کبھار دو گھڑی فرصت و فراغ پا کر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ سکیں اور اپنے حسن خاتمہ کا کچھ سامان اپنے اسلاف کرام کے طفیل بہم پہنچا سکیں، اس لئے کہ اس نوع کے اجتماع بھی آج کے اسٹیمی دور میں واحد علاج قلب و نگار ہیں ؎

آسماں سجدہ کند بر زمینے کہ درو
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشیند

سمع خراشی کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

والسلام

(مولانا) سید محمد ایوب جان بنوری
فاضل دیوبند صدر موتمر
فضلائے دارالعلوم دیوبند
صوبہ سرحد
۳۰ اپریل ۱۹۸۱ء

کبائر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہ یہ ہیں:

- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا،
- ماں باپ کی نافرمانی
- کسی شخص کو قتل اور
- جھوٹی گواہی دینا۔

خدا پر بھروسہ کرو

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے پیٹ جاتے اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں۔

وقائع نگار خصوصی مقیم تھائی لینڈ

مکتوب تھائی لینڈ

تھائی لینڈ کی مسلم اقلیت پر کیا گذر رہی ہے

جب سے تھائی لینڈ کے مسلمان (پتانی) حکومت تھائی لینڈ کے نرغے میں پھنسے ہیں اسوقت سے آج تک ان پر قیامت برپا ہے اور خدا جانے وہ طاغوتی طاقت کے نیچے کب تک رہیں گے۔ کبھی تو مسلمانوں اور حکومت کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور کبھی اچانک حکومت عوام پر ظلم و ستم شروع کر دیتی ہے۔

حکومت کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے لاتعداد مسلمان لیڈر لقمۂ اجل بن گئے۔ جن کے قتل کی وجوہات آج تک معلوم نہ ہو سکے اور متعدد لیڈر اغواء کر لئے گئے جن کی موت یا حیات کا پتہ تاحال کسی کو معلوم نہیں۔

دوسری جنگِ عظیم کے بعد ۱۹۴۵ء میں جب کہ مسلمانوں اور حکومت تھائی لینڈ کے درمیان بات چیت شروع ہوئی اور یہ فیصلہ طے پایا کہ مسلمان اپنی طرف سے متفقہ طور پر اپنے مطالبات پیش کریں اور اپنا ایک نمائندہ حکومت سے بات چیت کے لئے بھیجدیں۔ لہذا مسلمانوں نے محمد سلونگ بن عبدالقدیر کو بات چیت کے لئے مقرر۔ جناب حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر ایک جید عالم اور عمرانیات کے ماہر انسان تھے اور عوام کے معتمد لیڈر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حاجی صاحب موصوف اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عوام کی طرف سے نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے اور اس بات چیت میں کئی سال بیت گئے۔ آخر ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۸ء تک یہ بات چیت ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

بالآخر مسلمانوں کی طرف سے حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر نے سات نکات پر مشتمل ایک دستاویز حکومت کو پیش کی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ پتانی کے تمام صوبوں کا ایک ہی مسلمان گورنر ہو جو یہاں کے عوام منتخب کریں گے۔ (یاد رہے کہ پتانی کے اسوقت سے لے کر آج تک چار ہی صوبے ہیں، جن کے نام یہ ہیں: پتھانی۔ یلا۔ ستون اور نراتیواٹ)

۲۔ ان چار صوبوں کی تمام آمدنی انہی صوبوں پر خرچ کی جائے۔

۳۔ سیکنڈری کلاسوں کے نصاب ملائی زبان میں ہوں جو یہاں کے باشندوں کی مادری زبان ہے۔

۴۔ ان چاروں صوبوں میں تھائی زبان کے ساتھ ساتھ ملائشیا کی زبان بھی سرکاری زبان قرار دی جائے

۵۔ ان چاروں صوبوں میں ۸۰ فیصد ملازمین یہاں کے باشندے ہوں۔

۶۔ ان چاروں صوبوں میں مکمل اسلامی آئین نافذ کیا جائے اور مسلمانوں کی رسومات کو تحفظ دیا جائے۔

۷۔ عدلیہ کو اسلامی آئین کے تحت احکامات صادر کئے جائیں۔

یہی وہ سات نکات تھے جو حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی نمائندگی میں حکومت تھائی لینڈ کو پیش کئے گئے۔

اس میں علیحدگی اور خود مختاری کے مطالبہ کا اشارہ تک بھی نہیں، لیکن حکومت مسلمانوں سے خود مختاری کے خدشات محسوس کرنے لگی ہے۔ اس بات چیت کے دوران پتانی کا گورنر تبدیل کر دیا گیا اور اس کی جگہ دوسرا وفادار گورنر مقرر کر دیا گیا۔ ابھی اس گورنر کو متعین ہوئے صرف دو ہفتے ہی گذرے تھے کہ حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی گرفتاری کے احکامات جاری ہو گئے۔ ۱۶ جنوری ۱۹۴۸ء کا دن تھا اور اسی دن کے غروب آفتاب ہونے کے ساتھ ساتھ حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ چار پولیس کے سپاہی مع انسپکٹر جنرل پولیس حاجی صاحب کے گھر داخل ہوئے اور حاجی صاحب سے

کہا کہ گورنر صاحب نے آپ کو ملاقات کے لئے طلب کیا ہے۔ انہوں نے گرفتاری کا اظہار اس لئے نہ کیا کہ حاجی صاحب عوام میں بہت مقبول ہیں، لہذا مزاحمت کے خطرے کے پیش نظر ملاقات کا بہانہ کرکے ۸ بجے حوالات میں بند کر دیا گیا اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا۔ دو دن بعد حاجی صاحب کو پتانی کے بڑے جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ ابھی یہاں دو مہینے بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ وہاں سے بھی خفیہ طور پر تبدیل کر دیا۔

حاجی صاحب موصوف چونکہ ایک عوامی لیڈر تھے اور عوام میں بے چینی پیدا ہو چکی تھی لہذا حکومت کو یہ فکر دامنگیر ہوا کہ کہیں لوگ انہیں اغواء نہ کر لیں، لہذا اس جیل سے حاجی صاحب کو صوبہ نخن سی تمارات کے بدترین جیل میں تبدیل کر دیا۔

حاجی صاحب ایک خط میں رقم طراز ہیں:

"میں موت کے انتظار میں گھنٹے اور منٹ گن رہا ہوں۔ میرے ساتھ جیل میں انتہائی ناروا سلوک کیا جاتا ہے میں اپنے ماضی اور مستقبل پر جب نگاہ ڈالتا ہوں تو انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں میرے سامنے آجاتی ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہیں زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ لہذا میرے لئے یہ عظیم سہارا ہے جو میں دل کو دے رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر اور استقامت کی توفیق بخشے اور روز قیامت انبیاء، صلحاء اور شہداء کی صف میں کھڑا کرے۔ آمین یا الہ العالمین

حاجی محمد سولونگ بن عبدالقادر"

یہ خط خفیہ طور پر صوبہ یلا میں شائع ہوا ہے۔ بعد ازاں حاجی صاحب مذکور کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ انہیں سزائے موت دے دی گئی ہے۔ حاجی صاحب کے علاوہ بھی سینکڑوں علماء کرام اور عوام وطن کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

روزنامہ اخبار تھائی رت ۵ فروری ۱۹۸۱ء کا بیان ہے کہ صوبہ پتانی کی جامع مسجد کے پیش امام کو ایک نامعلوم شخص نے قتل کر دیا ہے۔ درحقیقت مولوی کا قتل حکومت کی سازش ہی سے ہوا ہے کیونکہ مولوی صاحب عوام میں بہت مقبول تھے امامت اور خطابت کے علاوہ سیاسیات میں بھی ان کا بہت زیادہ عمل دخل تھا۔ لہذا موقع ملتے ہی انہیں شہید کر دیا۔

ضلع پتانی کے دارالعلوم نورالاسلام کے ایک نوجوان استاذ جناب محمد کی جن کی عمر ۳۰ برس تھی کو شہید کر دیا گیا۔ مولانا محمد کی صاحب دارالعلوم نورالاسلام میں طلباء کو ابتدائی کتابیں پڑھاتے تھے اور گردونواح میں بھی بہت مقبول تھے۔ اسی طرح اکثر مسلمان شہید کر دیئے جاتے ہیں، مگر قاتل گرفتار نہیں کئے جاتے۔ صاف ظاہر ہے کہ پس پردہ حکومت ہی یہ کارروائیاں کرا رہی ہے جس کے باعث عوام دن بدن حکومت سے متنفر ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے خون کی یہ ارزانی ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائے گی۔

صوبہ یلا میں دو سال قبل ایک مسلمان کو شہید کیا گیا جو اپنے علاقے کا چیئرمین بھی تھا اور خدمت خلق میں پیش پیش تھا۔ ایک فوجی نے اسے گولی ماری، مگر لوگوں نے فوری طور پر اس فوجی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حکومت نے چند یوم اسے جیل میں رکھ کر رہا کر دیا۔

اب بھی ان چاروں صوبوں میں لاتعداد سکول اور کالج بند ہیں۔ حکومت اور عوام دونوں ایک دوسرے سے بدظن ہیں۔ حج کمیٹی کا ایک مشہور و معروف رکن جو ہر سال بحری راستے حجاج کو لے جاتا تھا اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ غرضیکہ جو آدمی بھی عوام میں مقبول ہوا اسے شہید کر دیا جاتا ہے اور اب مسلمانوں پر غیر مسلموں کے عقائد ٹھونسے جا رہے ہیں۔

۳ مارچ ۸۱ء کو ضلع یلا میں ایک سکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور دعا کے لئے بدھ مذہب کے علماء کو بلایا گیا اور سنگ بنیاد میں انہیں پیش پیش رکھا گیا۔ بعد میں مسلمانوں کے معززین کو آنے کی اجازت ملی اور انہوں نے سنگ بنیاد کے لئے دعا کی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں مسلمانوں کی ۸۵ فیصدی آبادی ہے۔

سنگاپور کا ایک روزنامہ سٹرائٹس ٹائمز ۲۸ اپریل ۱۹۷۹ء اپنے نامہ نگار مس برارہ کے حوالہ سے لکھتا ہے۔

"حکومت تھائی لینڈ کی پالیسی مسلمانوں کے وجود کے خلاف ہے اور حکومت مسلمانوں کو یہاں سے نکال دینے کا تہیہ کر چکی ہے۔ مسلمانوں کو بلاوجہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ اکثر فوج اور پولیس کے آدمی دکانداروں کو پیسے ادا کئے بغیر سودا سلف زبردستی لے لیتے ہیں۔ فوج اور پولیس عوام سے تصادم کے مواقع خود مہیا کرتی ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی آزادی سلب کر لی گئی ہے اور مسلمانوں سے غلاموں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔"

یہ ایک بیرونی اخبار کا تاثر ہے۔ آخر کوئی ایسا ہے کہ جو پتانی کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ آج تو تمام عالم اسلام اپنے پسینہ میں ڈوب رہا ہے تو وہ اقلیت کی حیثیت میں رہنے والے بھائیوں کی کیا مدد کرے گا۔ آج مسلمان عیاشی میں مبتلا ہو چکے ہیں ؎

تجھ کو بتا دوں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جو قوم اللہ تعالیٰ سے باغی ہو جاتی ہے اس کا انجام اس سے بھی بدتر ہوگا۔ پتانی کے عوام اور علماء سے یہ اپیل ہے کہ آئیے ہم اپنے اپنے اعمال پر نظر ثانی

اسلام کا نظامِ امن

ہر دینی کارکن اور مبلغ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

اسلام کا نظامِ امن

مؤلف: مولانا ظفیر الدین مفتاحی
ناشر: راجپوت اکیڈمی گوجرانوالہ
سائز: ٣٠×٢٠/٨
صفحات: ١١٨
کتابت و طباعت: عمدہ
قیمت: آٹھ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ حنفیہ، حمید مارکیٹ مینا بازار، گوجرانوالہ

حضرت مولانا ظفیر الدین مفتاحی مفتی دارالعلوم دیوبند کے مرتب ... دربھارت کے معروف صاحبِ قلم بزرگ ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے "اسلام کا نظامِ امن" کے نام سے یہ کتاب تحریر فرمائی جس میں مولانا موصوف نے اپنے مخصوص علمی و تحقیقی انداز میں اسلامی نظام عدل و مساوات کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کرنے کے علاوہ اسلامی نظام میں حکومت کی ذمہ داریوں، عوام کے حقوق، عدل و مساوات کے اسلامی تصور اور دیندار مسلم حکمرانوں کی انصاف پروری کے واقعات کا دل نشین انداز میں ذکر کیا ہے اور دنیا کے دیگر نظاموں کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انسانی معاشرہ کو اسلام کے دامن عافیت میں ہی امن کی وہ منزل مل سکتی ہے جس کی تلاش میں انسانی نسل ایک عرصہ سے سرگرداں ہے۔

یہ کتاب پہلے بھارت میں شائع ہو کر دینی و علمی حلقوں میں متعارف ہو چکی ہے اور اب راجپوت اکیڈمی گوجرانوالہ نے حضرت مولانا سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ العالی کی سرپرستی اور تعاون سے کتاب کی ضخامت تین چوتھائی کم کر کے اسے کلاسیکل کتابوں کے انداز میں نئے سائز پر شائع کیا ہے۔

اس وقت جبکہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام و قوانین کے نفاذ کے حوالے سے اسلامی نظام حیات کے مختلف پہلوؤں پر علمی و عوامی حلقوں میں بحث کا سلسلہ جاری ہے پاکستان میں اس کتاب کی اشاعت وقت کے ایک اہم تقاضے کی تکمیل ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ سے دلچسپی رکھنے والے کارکنوں، خطباء، وکلاء، طلباء اور مبلغین کے موجودہ دور کے تقاضوں کو اسلام کی روشنی میں سمجھنے کی خاطر اس کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

برصغیر کے جلیل القدر محدث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم نے مقدمہ میں کتاب کا ان الفاظ سے تعارف کرایا ہے:

"سچے مسلمانوں نے پورا پورا ان (اسلامی) احکام کا احترام کیا اور مضبوطی کے ساتھ ان کے پابند رہے جس کے نتیجہ میں امن و طمانیت کی وہ زندگی نصیب ہوئی جو آج ہمارے لئے خواب و خیال بن گئی ہے۔

زیرِ نظر کتاب اسلامی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کے انہی گوشوں کو اجاگر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے اور مصنف کتاب مستحق مبارکباد ہیں کہ ان کی کتاب اس موضوع پر بڑی کامیاب کتاب ہے۔ کتاب کے مطالعے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گا کہ مصنف نے اس کی تیاری میں کتنی دیدہ ریزی کی ہے اور کتنے ہزار صفحات پڑھ کر اس کو ترتیب دیا ہے۔

الدعوة الى الخير

مصنف: مولانا محمد یوسف قریشی
ناشر: مؤتمر المؤلفین جامعہ اشرفیہ مسجد مہابت خان پشاور
سائز: ٣٠×٢٠/١٦
صفحات: ٢٥٦ مجلد
قیمت: پندرہ روپے

یہ کتاب جامعہ اشرفیہ پشاور کے مہتمم اور ماہنامہ صدائے اسلام پشاور کے مدیر اعلیٰ مولانا محمد یوسف قریشی کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے جن میں توحید و رسالت اور مسائل و احکام کے علاوہ مختلف دینی موضوعات کے ضمن میں بیشتر ضروری معلومات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف

قومی مسائل پر بحث و تمحیص کے ساتھ ماضی قریب میں داغ مفارقت دینے والی چند اہم شخصیات حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں مولانا قریشی موصوف نے اپنے تاثرات و جذبات کا اظہار کیا ہے۔

کتاب پر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے جس کے بعد مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔

سوانح منظوم حضرت مدنیؒ

تبصرہ نگر — علامہ انور صابری

ناشر — ذوالنورین اکادمی

بھیرہ ضلع سرگودھا

صفحات — ۱۱۲

قیمت — چھ روپے

کتابت و طباعت — معیاری

ملنے کا پتہ — مکتبہ خدام الدین،

شیرانوالہ گیٹ لاہور

علامہ انور صابری کے نام اور خدمات سے ہماری نئی پود واقف نہیں ہے لیکن جن لوگوں نے تقسیم ہند سے پہلے انہیں لاکھوں کے عوامی جذبات میں اپنے انقلابی کلام اور جوش و جذبہ سے معمور آزادی کے ترانوں کے ذریعہ برادران وطن کے دلوں میں آزادی کی جوت جگاتے دیکھا ہے، وہ اس عظیم شاعر انقلاب کی جد و جہد اور استقامت کو نہیں بھول سکتے۔

علامہ انور صابری آزادی اور انقلاب کے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک آزادی کے قائدین بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے عاشق و شیدا ہیں اور اسی عشق و کیف کے عالم میں انہوں نے حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی منظوم سوانح حیات قلمبند کی ہے۔ حضرت مدنیؒ کی شخصیت اور علامہ انور صابری کے پرجوش اشعار کا امتزاج قاری کو اس کتابچے کو بار بار پڑھنے پر مجبور کرتا ہے اور ذوالنورین اکادمی نے کتابچہ کے آغاز میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت پر عالم اسلام کے نامور عالم دین مولانا ابوالحسن علی ندوی کے مقالہ کو شریک اشاعت کرکے کتابچہ کی وقعت و افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

امیر معاویہؓ اور ان کے ناقدین

مصنف — علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ

مترجم — مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ناشر — العزیز اکیڈیمی کوٹ ادو

ضلع مظفر گڑھ

صفحات — ۸۰

قیمت — پانچ روپے

یہ کتابچہ دراصل حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عربی رسالہ "الناهية عن طعن امير معاويةؓ" کا اردو ترجمہ ہے جس میں علامہ مرحوم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر کئے گئے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے اور مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں مسلک اہل سنت کی وضاحت فرمائی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں مرعوب ذہنیت کو یکطرفہ تاریخ نگاری کے فریب سے نکالنے کے لئے اس کتابچہ کا مطالعہ مفید ہے۔

السر المكتوم مما اخفاه المتقدمون

تالیف — علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ

ناشر — العزیز اکیڈیمی کوٹ ادو

ضلع مظفر گڑھ

صفحات — ۶۰

قیمت — ۵/- روپے

علامہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم شرعیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ باطنی علوم اور علم نجوم پر بھی دسترس حاصل تھی اور زیر نظر عربی رسالہ میں انہوں نے علم نجوم، علم الاعداد، اسماء الٰہی کے خواص، حروف ابجد کے خواص اور دیگر متعلقہ علوم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

کتابچہ کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ تو وہی حضرات کر سکتے ہیں جنہیں اس فن سے تعلق ہے تاہم مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ کا نام ہی اس امر کی ضمانت ہے کہ ان کے دیگر علمی شہ پاروں کی طرح یہ رسالہ بھی اپنے موضوع پر یقیناً مستند اور مجرب معلومات کا ذخیرہ ہوگا۔

حد رجم کی شرعی حیثیت
اور
شبہات و مغالطات کا جائزہ

تالیف — حافظ صلاح الدین یوسف

ناشر — دارالدعوة السلفیہ

شیش محل روڈ، لاہور

صفحات — ۸۸

قیمت — ساڑھے سات روپے

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف اہلحدیث مکتب فکر کے معروف عالم دین ہیں انہوں نے زیر نظر رسالہ میں حد رجم کی شرعی حیثیت کے بارے میں مختلف حلقوں کی طرف سے پھیلائے گئے شبہات و مغالطات کا جائزہ لیا ہے اور رجم کے شرعی حد ہونے پر کئے گئے اعتراضات کا دلائل کے ساتھ جواب دیا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے ایک غلط فیصلے کے بعد اس مسئلہ پر نئے سرے سے جو بحث چل پڑی ہے اس کے پیش نظر اس کتابچہ کا مطالعہ سلیم الطبع حضرات کے لئے بہت سے شکوک و شبہات کے ازالہ کا باعث ہوگا۔

شہر شہر سے — ترتیب: مدیر معاون

ظالموں اور لادین عناصر کے ساتھ اتحاد و اشتراک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

افغانستان کا اسلامی تشخص ختم کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی

گوجرانوالہ میں مختلف اجتماعات سے امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا خطاب

گوجرانوالہ: (رپورٹ شیخ محمد ابراہیم طاہر) امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم گزشتہ روز گوجرانوالہ تشریف لائے اور مدرسہ اشرف العلوم باغبانپورہ کے جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب کرنے کے علاوہ مدرسہ نصرت العلوم میں ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات اور ضلع سیالکوٹ کے جماعتی کارکنوں کے مشترکہ اجتماع سے خطاب کیا اور مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا محمد سرفراز خان صفدر، مولانا عبدالحمید سواتی مولانا زاہد الراشدی اور دیگر جماعتی راہنماؤں کے ساتھ تنظیمی امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔

مدرسہ اشرف العلوم کا جلسۂ تقسیم اسناد جمعیۃ اہلسنت والجماعت کے صدر حافظ شیخ بشیر احمد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں گوجرانوالہ شہر اور گردو نواح سے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد نعیم اللہ اور دیگر علماء نے بھی جلسہ سے خطاب کیا اور مدرسہ سے تجوید اور حفظ قرآن کریم مکمل کرنے والے پچاس کے قریب طلبہ کی دستار بندی کرائی گئی۔

ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات اور ضلع سیالکوٹ کے کارکنوں کا مشترکہ اجتماع مدرسہ نصرت العلوم میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور مولانا زاہد الراشدی کے علاوہ ضلع گوجرانوالہ نظام العلماء کے ناظم عمومی ڈاکٹر غلام محمد، ضلع گجرات کے ناظم عمومی جناب احمد یونس ایڈووکیٹ اور ضلع سیالکوٹ کے ناظم عمومی مولانا رشید احمد قادری نے بھی خطاب کیا۔

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے ان اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جدوجہد صرف اور صرف اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کے لئے ہے اور ہم نے ہمیشہ ظلم اور ظالموں کا مقابلہ کیا ہے، اس لئے ظالموں اور لادین عناصر کے ساتھ ہمارے کسی اتحاد یا اشتراک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری جدوجہد اسلام کے لئے ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آپ نے کہا کہ ملکی سالمیت کے تحفظ اور پاکستان کو درپیش خطرات کے مقابلہ کے لئے قومی سطح پر یکجہتی اور اتحاد کا فروغ ضروری ہے، اس لئے کہ ہم باہمی اتحاد و اتفاق کے بغیر ملک و قوم کو درپیش خطرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آپ نے کہا کہ افغانستان کے غیور عوام اپنی آزادی اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے روسی جارحیت کے خلاف دلیرانہ جدوجہد میں مصروف ہیں۔ افغانستان ہمیشہ اسلام کا گہوارہ رہا ہے اور اسلام کا گہوارہ رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت افغانستان کے اسلامی تشخص کو مجروح کرنے میں کامیاب نہیں ہو گی۔

آپ نے کہا مشرق وسطیٰ میں بیت المقدس اور فلسطینی عوام کے خلاف اسرائیل کی سازشیں پوری دنیائے اسلام کی غیرت و حمیت کے لئے چیلنج ہیں اور عالم اسلام کو صیہونی جارحیت کے مقابلہ کے لئے پوری طرح متحد ہو جانا چاہئے۔

آپ نے کہا دینی مدارس نے معاشرہ میں اسلامی علوم و اقدار کی ترویج و تحفظ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے اور یہ مدارس اسلام کی حفاظت کے قلعے ہیں۔ اس لئے ان مدارس کی آزادی کا تحفظ اور ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون ہمارا دینی فریضہ ہے۔

امیر مرکزیہ نے علماء کرام اور جماعتی کارکنوں پر زور دیا کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے شب و روز جدوجہد کریں اور قریہ قریہ جا کر لوگوں کو اسلامی نظام کی برکات و ضرورت سے آگاہ کریں کیونکہ اسلامی نظام ہی کے ذریعہ ہم اپنے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

* * *

اصل دین وہی ہے جو صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہم تک پہنچا

ختم بخاری شریف کی تقریب سے مولانا ایوب جان بنوری کا خطاب

نظام العلماء پاکستان صوبہ سرحد کے امیر اور دارالعلوم سرحد پشاور کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری نے دارالعلوم سرحد میں ختم بخاری شریف کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اصل دین وہی ہے جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحینؒ کے ذریعے ہم تک پہنچا کیونکہ صحابہ کرامؓ نے براہ راست جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین حاصل کیا اور آپؐ کی مجلس میں بیٹھ کر دین کو سمجھا اور پھر دین کے ایک ایک پہلو کو پورے اہتمام اور حفاظت کے ساتھ امت تک پہنچایا۔

آپ نے کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ارشادات کو حفاظت کے ساتھ امت کے حوالے کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امت پر بہت بڑا احسان ہے۔ مولانا بنوری نے کہا کہ ایک مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپؐ کی سنت کی پیروی ہے! اور آج کے دور میں جبکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا جذبہ کمزور پڑ چکا ہے مسلمانوں کو سنت پر عمل کی دعوت دینا اور خود بھی اس پر عمل کرنا بہت بڑی دینی خدمت ہے۔

ختم بخاری شریف کی تقریب میں طلبہ اور شہریوں کے علاوہ بعض افغان راہنما بھی شریک تھے۔ مولانا بنوری نے افغان مجاہدین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان مجاہدین کا سب سے بڑا ہتھیار آپس کا اتحاد ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو بھی چاہیے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں تاکہ آپ افغانستان میں روسی مداخلت کا زیادہ مؤثر طور پر مقابلہ کرسکیں۔ تقریب سے قاری شیر زمان رہبر نے بھی خطاب کیا۔

چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ میں

جلسہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ کی جامع مسجد میں مسجد کمیٹی کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں منعقد ہوا جس کی صدارت نظام العلماء پاکستان کے مرکزی نائب امیر اور سندھ کے مشہور روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی بیر شریف والوں نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا عبدالغفور حقانی شجاع آباد والے تھے۔ دیگر مقررین میں سے جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی کے شیخ الحدیث مولانا غلام قادر صاحب مدرسہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم مولانا اسعد تھانوی اور جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے ناظم ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے نام قابل ذکر ہیں۔ مقررین نے توحید رسالت، ختم نبوت، سیرت اور معراج جیسے اہم مضامین پر نہایت اچھے انداز سے روشنی ڈالی۔

قادیانی ترجمہ کی ضبطی کا خیر مقدم

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں مدرسہ حسینیہ شداد پور کے مدرس مولانا اصغر علی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا نذیر حسین نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے قادیانیوں کے ترجمہ قرآن کریم کی ضبطی کا خیر مقدم کرتے ہوئے

مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات مثلاً مسجد — امیرالمؤمنین وغیرہ استعمال کرنے سے روکا جائے اور مردم شماری میں قادیانیوں کے بطور مسلمان اندراج کی تحقیقات کراکے ازسر نو مردم شماری کرائی جائے۔

جمعہ کی تعطیل ختم کرنے کی تجویز افسوسناک ہے

— مولانا امیرالزمان خان

جمعیۃ علماء آزاد جموں وکشمیر کے سیکرٹری جنرل مولانا امیرالزماں خان نے جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل ختم کرنے اور اتوار کو تعطیل کا دن قرار دینے کی تجویز کو افسوسناک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جمعہ کی تعطیل کا فیصلہ عوام کے دیرینہ مطالبہ کی تکمیل اور اسلامی اصلاحات کی طرف ایک اہم قدم تھا۔

ایک بیان میں مولانا موصوف نے کہا کہ کتنے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ لادین کہلانے والی حکومت نے تو جمعہ کو سرکاری تعطیل کا دن قرار دیا لیکن اسلامی قوانین کے نفاذ کی دعویدار حکومت کے دور میں جمعہ کی چھٹی ختم کرنے کی تجاویز سامنے آ رہی ہیں۔

آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس تجویز کو قبول نہ کرنے کا اعلان کرکے عوام کو مطمئن کیا جائے۔ مولانا امیرالزمان خان نے آزاد کشمیر کے ممتاز علماء کرام مولانا مفتی عبدالعزیزؒ اور مولانا عبدالهادیؒ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ دونوں

بقیہ: اداریہ

بنانے کے لئے امریکہ نے جو حربے اور داؤ پیچ استعمال کئے وہ سب کے سامنے ہیں۔

عراق میں عالم اسلام کے سب سے بڑے ایٹمی ری ایکٹر کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیلی حکومت نے جو جواز پیش کیا ہے اس میں عراق کے ایٹمی طاقت بن جانے کے بعد اس کے حملوں سے اسرائیل کے بچاؤ کے لئے پیشبندی کے جذبہ کو بنیاد بنایا گیا ہے اور بظاہر یہ تأثر دیا گیا ہے کہ اسرائیلی حکومت نے یہ کارروائی اپنے تحفظ کے لئے اپنے طور پر کی ہے، لیکن اس ساری کارروائی کو عالمی طاقتوں بالخصوص امریکہ کی اس حکمت عملی سے کس طور الگ نہیں کیا جاسکتا جو وہ عالم اسلام کو ایٹمی توانائی سے محروم رکھنے کے لئے اختیار کئے ہوئے ہے۔ اسرائیل مشرق وسطیٰ میں امریکہ کا گماشتہ ہے، اس کی تمام تر قوت و توانائی کا دارومدار امریکہ کی پشت پناہی اور سرپرستی پر ہے۔ اس لئے امریکہ خود کو اسرائیل کی کسی بھی کارروائی سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا۔

اسرائیل کی اس مذموم کارروائی پر پوری دنیا نفرت و مذمت کا اظہار کر رہی ہے اور ملتِ اسلامیہ کے دلوں پر جو گذر رہی ہے

اس کا اظہار الفاظ میں ممکن ہی نہیں، تاہم مذمت و نفرت کی رسم میں پڑے بغیر ہم عالم اسلام کے راہنماؤں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس صورتحال کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیں اور باہمی اختلافات کی سطح سے بالاتر ہو کر عالم اسلام کے استحکام و مضبوطی کے لئے مشترکہ اقدامات کریں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کردیں کہ قوت و توانائی کے ہر جدید ذریعہ کا حصول عالم اسلام کا حق ہے جس سے کوئی طاقت عالم اسلام کو محروم نہیں کرسکتی۔

بقیہ: شہر شہر سے

بزرگوں نے آزاد کشمیر میں دین اور عوام کی مؤثر خدمات سرانجام دی ہیں اور ان کی وفات سے ہم اپنے انتہائی مخلص ساتھیوں اور سرگرم علماء سے محروم ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ دونوں حضرات کو جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

نظام العلماء پاکستان
کے مرکزی مبلغ
مولانا محمد منظور الحق رحمانی
کوئٹہ ڈویژن کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی احباب ان سے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی اور اشاعت کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ (ادارہ)

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے
چیف رپورٹر
جناب راؤ منور احمد خان
مختلف اضلاع کے تفصیلی دورہ پر ہیں۔ (ادارہ)

ضرورت رشتہ

مقامی پرائیویٹ ادارہ میں ملازم ۲۵ سالہ نوجوان کے لئے متوسط گھرانے کی صحیح العقیدہ خوب سیرت خوبصورت باپردہ عمر ۲۳ سال تک کی سکول ٹیچر دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں۔

رابطے کے لئے
پوسٹ بکس نمبر ۲۰۳۴
جی۔ پی۔ او، لاہور

ھو الشافی — ھو الکافی
سفوف ھاضم
گیس۔ جلن — تبخیر معدہ کے لئے — خوش ذائقہ اور لذیذ
غذی اعصابی ہے۔ ترشی و تیزابیت کو دور کرتی ہے کھٹی ڈکاروں پیچش۔ پیٹ میں ہوا کا گولہ۔ پیٹ کی درد۔ ریاح۔ بدہضمی۔ بھوک نہ لگنا۔ خارش۔ قبض۔ پھوڑے پھنسی احتلام مزمن بوجہ ضعف معدہ و جگر۔ تبخیر معدہ اور مالیخولیا کے لئے آب حیات ہے
قیمت ۶/۰ روپے
خالد کلینک و فارمیسی، ریلوے روڈ، پنڈ عیدن